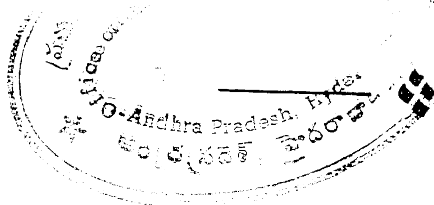
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شانِ بندہ نواز

امام الاولیاء دکن حضرت ابوالفتح صدرالدین
سید محمد محمد الحسینی خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ العزیز کے

مناقب و احوال کا مجموعہ



پیش کش

شاعرِ اہلسنت محمد امان علی ثاقب صابری چشتی نظامی

باسمہ تعالیٰ شانہٗ

شانِ بندہ نواز قدس سرہ العزیز

سنِ اشاعت :- ۱۹۹۴ء
۱۴۱۵ھ

تعدادِ طباعت :- ایک ہزار

طباعت :- ہُدیٰ آفسٹ پریس، پُرانی حویلی،
حیدرآباد - ۵۰۰۰۰۲

ھدیہ :- بیس ۲۰ روپے

شاعر و ناشر کا پتہ :-

ثاقب صابری، ۴۶۷-۸-۲۲ عقب مسجد یکخانہ

حویلی قدیم، حیدرآباد - ۵۰۰۰۰۲

فون نمبر 626919

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مؤلف!

وہ آتے جاتے جب تارِ نفس کو چھیڑ جاتے ہیں
مرے اجزائے ہستی سب اُنھیں کے گیت گاتے ہیں

الحمدللہ! ہادیٔ مطلق نے اپنی بے پایاں عنایت و مہربانی سے اس بندۂ پُر معاصی کو اپنے حبیبِ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی غلامی کے احساس سے سرشار رکھا اور ان کی عظمت و اُلفت کی روشنی سے دِل کو زندگی عطا فرمائی جس کے نتیجہ میں شعر گوئی کی صلاحیت نے نعت و منقبت کے گلشن کا گلچیں بنادیا چنانچہ اس جلیل القدر گروہِ اولیاء میں سے جن کی شان میں اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ کی سند کے ساتھ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ کی بشارتیں کلامِ مجید میں سنائی گئی ہیں۔ یقیناً ان کی حیاتِ طیّبہ اور روشن سیرت سے طالبانِ ہدایت کو فیض اور روشنی حاصل کرنا عینِ مشیّتِ الٰہی کے مطابق ہے اس لئے ان پاک نفوس کی سیرت و عظمت سے اپنے آپ کو اور خوش عقیدہ طالبانِ رشد و ہدایت کے لئے استفادہ کی خاطر احوال و مناقب کے مجموعوں کا ایک سلسلہ اپنے پیر کامل علیہ الرحمۃ والرضوان کی فیض بخشی کے وسیلے زیورِ طباعت سے آراستہ کرکے عامۃ المسلمین کے سامنے پیش کیا جارہا ہے۔

چنانچہ سلطان الہند خواجۂ خواجگان دستگیرِ درماندگان حضور سیدنا خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری غریب نواز رضی اللہ عنہ کی شانِ عالی مرتبت میں مناقب کا مجموعہ "شانِ غریب نواز" اور سلطان الاولیا حضور قطبِ ربانی غوثِ صمدانی شیخ محی الدین

ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوبِ سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ ذی کرم میں احوال و مناقب کا مجموعہ "شانِ غوث الوریٰ" کی دیدہ زیب پیش کش کے بعد امام الاولیائے دکن حضور سیدنا خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ عنہ کے مناقب و احوال کا یہ مجموعہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

واضح باد کہ ایک مخلص کی فرمائش پر حضرت عالمگیر علیہ الرحمہ کے فرمودہ ایک مشہور شعر پر جو حضور بندہ نواز کی رفعتِ شان میں نذر کیا گیا تھا تضمین موزوں کی گئی۔ یہ بارہ ۱۲ بند پر مشتمل تھی اور سنہ ۱۴۰۹ھ کے عرس شریف کے سمینار میں سنائی گئی جو پسند کی گئی۔

حیدرآباد واپسی کے بعد حضور بندہ نواز قدس سرہٗ کی عنایت اور توجہ نے مزید آمد کی کیفیت پیدا کردی جس کے نتیجہ میں یہ تضمین اکتالیس ۴۱ تضمینی بند پر مختتم ہوئی۔ اس کیفیت نے میرے حوصلے کو جِلا بخشی اور میں نے اس کو احوال کے ساتھ کتابی شکل میں پیش کرنے کا عزم کرلیا ہے،

شکر خدا ہے کہ "شانِ بندہ نواز" آپ کے لئے نظر نواز ہے۔ امید کہ اس پیش کش کو قبولیت کی نظر سے نوازا جائے گا۔ فقط

آرزومند

ثاقب صابری چشتی نظامی

خانقاہِ صابریہ، عارف نگر

ذی الحجہ سنہ ۱۴۱۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

ہدیۂ تشکر!

میں بندۂ حقیر فضیلت مآب حضرت سید شاہ محمد محمد الحسینی صاحب بندہ نوازی محترم سجادہ نشین صاحب بارگاہِ حضور بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کا دل کی گہرائیوں سے شکر گذار ہوں کہ حضرتِ والا نے اس کتاب کے مسودہ کو تفصیلاً ملاحظہ فرمایا اور اپنے زرین مشوروں کے ساتھ خوشنودی سے نوازا اور طباعت کی اجازت عطا فرمائی۔

میں حضرت کمال الدین علی خاں صاحب معتمد بندہ نواز اکاڈمی کا بھی مشکور ہوں کہ ممدوح نے بھی میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

دکن کی مایہ ناز باکمال شخصیت حضرت ابوالفضل سید محمود قادری صاحب سابق سشن جج جو نثر و نظم میں کئی کتابوں کے مصنف و مؤلف ہیں آپ نے حالتِ علالت میں بھی اس کمترین کی درخواست پر منظومات میں تصحیح اور مشوروں سے نوازا اور مقدمہ بھی تحریر فرمایا جو میرے لئے عزت افزائی کا باعث ہے جس کے لئے میں دل و جان سے شکر گذار ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی شخصیت اور فیضان کو ہم میں باقی و برقرار رکھے

میں عزت مآب جناب محمد علی شبیر صاحب وزیر اوقاف حکومت آندھرا پردیش کا دل سے ممنون و مشکور ہوں کہ آپ نے اپنی جیبِ خاص سے عقیدتاً ایک ہزار روپیوں کے عطیہ کو اخراجاتِ طباعت میں شریک فرمایا اور حوصلہ افزائی فرمائی ہیں ان کی فلاح و کامرانی کے لئے دعا گو ہوں۔

میں پروپرائٹر ہدیٰ آفسٹ پریس، پرانی حویلی، حیدرآباد کا

کا بھی دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے نہایت ہی خندہ پیشانی اور
خلوص و محبت کے احساس سے رعایتی نرخ پر عمدہ ترین کتابت
و طباعت سے اس کتاب کو مزیّن فرمایا۔

آخر میں میں میر کاروانِ ہاشمیہ صابریہ علاقۂ دکن حضرت
الحاج سید شاہ خواجہ معین الدین صاحب صابری ہاشمی خلیفۂ حضرت
پیر و مرشد قطب العرفان ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کا بہ دل و جان ممنون ہوں
کہ اس سلسلۂ اشاعت میں آپ کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی میرے
شامل حال ہے۔

احقر العباد
ثاقب صابری ہاشمی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

مقدّمہ

از فخر العلماء والمشائخین حضرت مولانا شاہ ابو الفضل سید محمود قادری مدظلہ العالی
صدر معارف اسلامیہ ٹرسٹ و انجمن معین الملت حیدرآباد

؎ نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

یہ شعر فرطِ عقیدت میں شہنشاہ عالمگیرؒ کی زبان سے نکل گیا۔ موجودہ زمانے کے وہ لوگ جو صرف علومِ ظاہری کی تعلیم پا رہے ہوں یا ان درس گاہوں سے بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کر کے نکل رہے ہیں وہ اس شعر کی نسبت اعتراض کرتے اور اس کو خلافِ شریعت بتاتے ہیں لیکن تاریخ کا ہر طالبِ علم جانتا ہے کہ شہنشاہ عالمگیر شریعت کے سختی سے پابند تھے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اُن کی زبان سے یہ شعر کیسے نکلا۔ معترضین کی نظر ظاہر پر پڑتی ہے باطنی امور تک ان کی رسائی نہیں ہوتی انھیں یہ نہیں معلوم کہ اللہ کے خاص بندے، بندے ہو کر بھی بندہ نواز ہوتے ہیں۔

مولانا آزاد نے کیا خوب فرمایا :- کہ نظامِ شمسی کی طرح نظامِ انسانی کے بھی محور و مرکز ہیں، ہر عہد و ہر دور میں خدا کے چند بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا وجود ستاروں کے مرکزِ شمسی کی طرح تمام انسانوں کا مرکزِ محبّت اور مرکزِ انجذاب ہوتا ہے اور جس طرح نظامِ شمسی کا ہر متحرک ستارہ صرف اس لئے ہے کہ کعبۂ شمس کا طواف کرے اسی طرح انسانوں کے گروہ اور آبادیوں کے ہجوم بھی صرف اسی لئے ہوتے ہیں کہ اس مرکزِ انسانیت اور کعبۂ ہدایت کا طواف کریں۔

زمین والوں پر موقوف نہیں آسمانوں میں بھی صرف انہی کے ناموں کی پکار ہوتی ہے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے:

اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ الْعَبْدَ یَقُوْلُ لِجِبْرِیْلَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّہٗ فَیُحِبُّہٗ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ جِبْرِیْلُ فِیْ اَھْلِ السَّمَاءِ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّوْنَہٗ اَھْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ یَضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ۔

یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل سے فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے کو دوست رکھتا ہوں تم بھی اُس کو دوست رکھو پس جبریل بھی اس سے محبّت کرنے لگتے ہیں۔ پھر جبریل آسمانوں میں منادی کر دیتے ہیں پس تمام آسمان والے بھی اس کو چاہنے لگتے ہیں اور اپنا محبوب بنا لیتے ہیں۔ پھر جب آسمان پر اس کی محبّت کے لئے دروازے کھل جاتے ہیں اور ہر طرف مقبولیت اور محبوبیت کا اعلان ہو جاتا ہے تو زمین والوں کے دل میں بھی اس کی محبّت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور پھر ہر طرف مقبولیت اور محبوبیت اس کو حاصل ہو جاتی ہے تو دیکھو اس حدیث کا اطلاق اس اللہ کے خاص بندے پر کس طرح ہوتا ہے کہ آج ان کو (حضور بندہ نواز قدس سرہٗ) واصل بحق ہو کر چھ سو سال کے قریب ہو گئے ہیں لیکن اس کعبۂ ہدایت کا دنیا طواف کر رہی ہے اور اس شمع حقّانیت کے اطراف انسانوں کے ہجوم میں دن بہ دن اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور یہ سب شور و غوغا کے باوجود ہو رہا ہے کہ یہ بدعت ہے، یہ شرک ہے، تعبد شخصی ہے، قبر پرستی ہے، قبوری شریعت ہے۔ پرستارانِ محبت کی عقیدت ان نعروں سے کم ہونے کی بجائے بڑھتی ہی جا رہی ہے اور جب کبھی ان کے کانوں میں

اس قسم کا صور پھونکا جاتا ہے تو وہ اس کا جواب صرف یہ دیتے ہیں کہ:

خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی می کُند

آرے آرے می کُنم با خلق ما را کار نیست

مرکزِ محبت کعبہ ہدایت کی اصطلاحیں ممکن ہے کہ کسی کے لئے نامانوس ہوں اور ان سے اُن میں حیرانی و سراسیمگی پیدا ہو جائے کہ یہ کیا کہہ دیا تو سنو کہ سیدنا احمد مجتبیٰ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کعبہ کو مخاطب کر کے جس کے طواف کے لئے ہم بھاری رقم صرف کر کے اور محنت و مشقت برداشت کر کے جاتے ہیں یہ فرمایا تھا کہ "خدا کی قسم اللہ کے پاس ایک مردِ مومن کی منزلت تجھ سے بڑھ کر ہے" اور شاید ان کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ خلیفۃ المسلمین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سنگِ اسود سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے اگر رسول اللہؐ کو میں بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو ہرگز تجھے بوسہ نہ دیتا اور یہ بھی سنا ہو گا کہ جب حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے سفرِ حج کے لئے خضرِ وقت سے اجازت چاہی تو اُن کو جو جواب ملا اس کو من وعن مولوی معنوی نے اپنی اُس تصنیف میں جس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ

ع ہست قرآں در زبانِ پہلوی

اس طرح نقل کیا ہے

گفت طوفے کن بگردم ہفت بار ؛ ایں نکوتر از طوافِ حج شمار

عمرہ کر دی عمرِ باقی یافتی ؛ صاف گشتی بر صفا بشتافتی

اور رئیس الاولیا سید العارفین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اعلان بھی نظر سے گذرا ہو گا کہ

کُلُّ قُطْبٍ یَطُوفُ بِالْبَیْتِ سَبْعًا ؛ وَاَنَا الْبَیْتُ طَائِفٌ بِخِیَامِی

جس کا مفہوم اس کعبۂ حق و صدق کا طواف کرنے والے نے اس طرح ادا کیا ہے ؎

سارے اربابِ جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف ؛ کعبہ کرتا ہے طوافِ درِ والا تیرا

یہ تو مشہور ہے کہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کا کعبہ نے استقبال کیا تھا۔ اس قسم کی روایت کو تم افسانہ یا داستان خیال کرتے ہونگے لیکن فقہ کی مسلم الثبوت کتاب درالمختار میں جہتِ کعبہ کے مسئلہ کے سلسلہ میں یہ مسئلہ بھی ملے گا کہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہے کہ بعض اللہ کے خاص بندوں کا کعبے نے اپنے مقام سے آکر استقبال کیا تو ایسی صورت میں جب کہ کعبہ اپنے مقام پر موجود نہ ہو جہتِ کعبہ کیا ہوگی جس کی طرف نماز ادا کی جائے اس کا جواب یہ دیا گیا کہ حقیقتاً کعبہ اپنی جگہ نہ رہے لیکن کعبہ کی چار دیواری تو اسی مقام پر رہے گی لہذا اس طرف منھ کر کے نماز ادا کی جائے۔

بات یہ ہے کہ اسرارِ باطنی اور اس کی کیفیات سے لوگ نا آشنا ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں بصارت ہے بصیرت نہیں ہے ان کے سینہ میں دل ہے مگر وہ صرف مضغۂ گوشت ہے وہ دل جو مرکز انوار و تجلیات اور سرچشمۂ فیضان و عرفان ہوتا ہے اور جس کے حامل صاحبانِ دل کہلاتے ہیں لہذا ان کے دل کی باتیں ان کی فہم و دانش میں کس طرح آئیں گی اسی لئے تو زاہدانِ خشک اربابِ باطن پر زبان درازی کرتے ہیں بقول حضرت حافظ ؎

زاہدِ ظاہر پرست از حالِ ما آگاہ نیست
در حقِ ما ہرچہ گوید باعثِ اکراہ نیست

جناب محمد امان علی صاحب ثاقب صابری نے عالمگیر کی فرمودہ بیت نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز ؛ بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

پر اکتالیس ۴۱ تضمین کی ہیں جن سے اس بیت کا لطف اور بڑھ گیا ہے
مجھے توقع ہے کہ جو بھی ان تضمینوں کو پڑھیں گے یا سنیں گے وہ اپنے
اندر کیف و سرور کی کیفیت سے محظوظ بلکہ مست و بیخود ہوجائیں گے
اور سلطانِ دکن حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کی
عقیدت اور نسبت مزید مستحکم ہوجائے گی فقط

ابوالفضل سید محمود قادری سابق ڈسٹرکٹ جج
وحال صدر نشین معارف اسلامیہ ٹرسٹ
وانجمن معین الملت حیدرآباد
شوال المکرم سنہ ۱۴۱۰ ہجری

ل

ایک خوش آئند اعلان

الحمدللہ اس مجموعہ کی طباعت کی تکمیل کے ساتھ ہی ایک اور عظیم الشان مجموعہ بنام "شانِ مخدوم و محبوب" جس میں بادشاہِ دوجہاں حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء قطب عالم و غیاث الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضور سلطان المشائخ سید خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی اقطاب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ خلفائے حضرت بابا مسعود العالمین حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و مناقب پر مشتمل ہے طباعت کے مراحل میں آگیا ہے۔

مولف غلام ازل ثاقب صابری وقادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوانحی حصہ "شانِ بندہ نواز"

ماخوذ از "سوانح خواجہ بندہ نواز" مولفہ حامد صدیقی صاحب و "ترجمہ تاریخ حبیبی" مترجمہ نواب معشوق یار جنگ بہادر

نام مبارک .... سید محمد محمد الحسینی

کنیت .... ابوالفتح

لقب .... صدرالدین

ابوالفتح صدرالدین سید محمد محمد الحسینی خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

والد ماجد کا نام ..... حضرت مخدوم سید یوسف رحمۃ اللہ علیہ لیکن مشہور نام سید راجا تھا۔ اپنے زمانہ کے مخصوص بزرگوں میں سے تھے جن کا مزار مبارک خلد آباد میں ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ حضرت ابوالحسن جُندی (لشکری) رحمۃ اللہ علیہ ہرات سے دہلی تشریف لاکر قیام پذیر ہوئے۔ جہاد میں شریک ہو کر شہید ہوئے مسجد انار دہلی میں مدفون ہیں۔

تاریخ ولادت ...... ۴ رجب المرجب سنہ ۷۲۱ ہجری

تاریخ وفات ...... ۱۶ ذیقعدہ سنہ ۸۲۵ ہجری ہے۔

مادہ تاریخ رحلت "مخدوم دین و دنیا" ہے

ایک سو چار سال چار ماہ بارہ یوم عمر پائی۔

نسبِ مُبارک ...... حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلۂ نسب بیس[20] واسطوں سے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہٗ سے جا ملتا ہے۔

ہجرت .... چار سال کی عمر میں والدِ ماجد کے ہمراہ سلطان محمد تغلق کے منصوبے کے مطابق دہلی سے دولت آباد تشریف لے گئے۔ حضرت مخدوم بھی والد ماجد کے ساتھ تھے۔ حضرت شیخ بابو رحمۃ اللہ علیہ ایک کامل بزرگ و صاحبِ نعمت تھے۔ سماع کی مجلس میں حال و وجد کے دوران جو کچھ فرماتے وہ ہو جاتا تھا۔ حضرت شیخ بابو رحمۃ اللہ علیہ نے حضور مخدوم کے بارے میں بہت اچھے اور پاکیزہ کلمات فرمائے اور خدائے پاک کے حکم سے ایسا ہی ظہور میں آیا۔

بچپن .... حضرت خواجہ بچپن سے ہی نہایت پاکباز اور طریقۂ طہارت و پرہیزگاری پر قائم رہے ہیں۔ آپ پیدائشی ولی تھے چنانچہ ایامِ حمل اور ولادت کے بعد کے تمام حالات آپ نے خود اپنی یاد سے بیان فرمائے ہیں۔ آپ نے کھیل میں بھی کبھی نامناسب اور ناحق الفاظ اپنی زبان سے نہیں نکالے۔ آپ نے چھوٹی سی عمر میں قرآنِ پاک حفظ فرما لیا تھا اور

اپنے والد ماجد اور نانا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے فارسی عربی اور علوم دینی کی تعلیم حاصل فرمائی تھی آپ نہایت پاکیزہ اطوار اور سنجیدہ خیال تھے۔ جب دوستوں کے ساتھ ملاقات ہوتی اوس میں بھی مجلس نماز اور مجلس سماع ادب اور قاعدے کے ساتھ تربیت دی جاتی چھوٹے چھوٹے بچے آپ کے پاس جمع ہوجاتے اور بہت ہی ادب کے ساتھ بیٹھتے۔ آپ کے لئے گھڑے میں پانی بھر دیتے اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ ان کو کچھ تعلیم فرماتے اور بعض اوقات کچھ تبرک بھی عطا فرماتے۔ آٹھ سال کے سن سے نماز روزہ کا خاص اہتمام فرماتے تھے اور بارہ [۱۲] سال کی عمر سے تو ساری رات عبادت فرماتے تھے چنانچہ ملفوظاتِ جوامع الکلم میں خود ارشاد فرماتے ہیں: "در دوازدہ سالگی خواب نمی دانستم کہ چہ باشد تمام شب مشغول بودم" یعنی "بارھویں سال سے رات کی نیند مطلق نہیں ہوتی تھی۔ تمام رات ذکر واذکار میں مشغول رہتا تھا۔"

بچپن ہی میں آپ کو اپنے نانا جان کی صحبت نصیب ہوئی۔ آپ کے نانا حضرت نظام الدین اولیاء بدایونی رضی اللہ عنہٗ کے مرید تھے۔ آپ کے والد ماجد کو بھی حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہٗ سے ارادت تھی۔ اپنے والد اور نانا جان سے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہٗ کے حالات و فضائل سُنا کرتے تھے اور آپ کی توجہ بہت زیادہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کی طرف تھی اور طلبِ علم میں مشغولیت جاری تھی۔ جس زمانے میں آپ اُستاد سے مصباح و قدوری پڑھتے تھے ایک شخص آیا اور اور اُس نے حضرت مخدوم سے سوال کیا کہ جب نماز میں رکوع کر کے سجدہ میں جاتے ہیں تو پہلے ہاتھ زمین پر رکھتے ہیں

دیکھتے ہیں یا گھٹنا؟

آپ نے اب تک یہ مسئلہ قدوری میں نہیں پڑھا تھا اس لئے ارشاد فرمایا کہ تھوڑی دیر بعد میرے پاس آنا تو میں اس کا جواب دوں گا جب وہ شخص چلا گیا تو آپ مسجد کے گوشے میں بیٹھ گئے اور یہ سوچنے لگے کہ میں اس شخص کو کیا جواب دوں۔ اچانک آپ نے دیکھا کہ ایک مرد پورے قد کا گندم گوں آنکھیں سرخ بڑی سی پگڑی باندھے جس کے کرتے کی آستین چوڑی تھی مسجد میں آیا اور اس نے نماز شروع کی۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے اپنے جی میں ارشاد فرمایا کہ مرد بزرگ معلوم ہوتے ہیں شاید کہ شیخ الاسلام حضرت نظام الدین بدایونی ہوں اور یہ خطرہ دل میں اس لئے گذرا تھا کہ حضرت شیخ الاسلام کا حلیہ اپنے ناناجان سے ایسا ہی سنا تھا آپ نے اُن کی نماز کو بغور دیکھا اور جی میں فرمانے لگے کہ یہ بزرگ جس طرح ہاتھ اور گھٹنا اٹھائیں گے اور رکھیں گے وہی جواب شخص سائل کو دیدوں گا۔ اُن بزرگ نے نماز پوری کرلی اور غائب ہوگئے۔ حضرت مخدوم کے مسئلہ کا جواب اس بزرگ کی نماز کو دیکھ کر حاصل کیا اور دوڑے ہوئے اپنے ناناجان کی خدمت میں تشریف لائے اور عرض کیا کہ آج میں نے آپ کے پیر حضرت شیخ نظام الدین بدایونی رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ یہ صورت تھی۔ آپ کے نانا حضرت نے ارشاد فرمایا "ضرور تم نے دیکھا ہے۔ حضرت مخدوم کا حلیہ ایسا ہی تھا"

یہ واقعہ حضرت شیخ الاسلام محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد کا ہے۔ اب حضرت مخدوم کے دل میں شوق ارادت موجزن ہوا اور یہ سوچنے لگے کہ شیخ کی بارگاہِ عرفان تک کیسے

پہونچوں جب کہ میں دولت آباد میں ہوں اور سات سو کوس کا فاصلہ دونوں مقامات میں ہے اسی اثناء میں آپ کا سن شریف پندرہ سال کا ہوا اور آپ کی والدہ مکرمہ اپنے بھائی سے دل برداشتگی کی وجہ سے دولت آباد سے دہلی کے لئے لوٹ گئیں آپ کے ساتھ حضرت مخدوم اور آپ کے برادرِ مکرم حضرت سید حسین عرف چندن تھے۔ آپ کے والد ماجد کا ان دنوں وصال ہو چکا تھا غرضیکہ چند مہینوں میں دہلی پہنچ گئے۔ جمعہ کے دن مسجد جامع سلطان قطب الدین میں جو سرا کے اندر واقع تھی آپ نماز جمعہ کے لئے تشریف لے گئے اور صحن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ شیخ الاسلام حضرت نصیر الدین رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے حضرت مخدوم کی نظر مبارک آپ کے جمال پر پڑی اور عاشق و مبتلائے جمال ہو گئے اور دل میں فرمانے لگے کہ اگر یہی بزرگ حضرت نصیر الدین ہوں تو کیا ہی اچھا ہو۔ بعض لوگوں سے آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ بزرگ کون ہیں سب نے کہا کہ حضرت نصیر الدین محمود اودھی ہیں۔ آپ بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا۔ اور بڑے بھائی صاحب سے بھی باصرار فرمایا کہ آئیے ہم اور آپ چلیں اور حضرت شیخ کے مرید ہو جائیں۔ چنانچہ سولھویں رجب ۷۳۶ھ ہجری روز استفتاح حضرت مخدوم اور آپ کے بڑے بھائی حضرت چندن دونوں نے شیخ الاسلام حضرت نصیر الدین محمود اودھی سے بیعت کی۔ حضرت چندن تو دُنیاوی مشغلوں میں مشغول ہو گئے اور حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے حضرت شیخ الاسلام کی خدمت گذاری اختیار کی اور مجاہدہ و ریاضت، ذکر و مراقبہ اور دیگر ارشاداتِ حضرت شیخ کی بجا آوری میں مصروف ہوئے۔

علم ظاہر کی تعلیم بھی جاری رکھی۔ تھوڑی کتابیں حضرت سید شرف الدین کیتھلی سے اور تھوڑی کتابیں مولانا تاج الدین بہادر سے پڑھتے رہے۔

علم و عرفان میں آپ کا مرتبہ | آپ اپنے عہد کے ایک عظیم ترین قطبِ کامل اور عارفِ واصل ہوئے ہیں۔ آپ شریعت و طریقت کے جامع اور حقیقتِ حق اور اسرارِ حقیقت کے محرمِ راز تھے آپ یکتائے روزگار تھے اور ایک ایسا مقام رکھتے تھے جس کی نظیر اولیائے کرام میں بہت کمیاب ہے۔ آپ علوم و فنون میں ایک کامل و اکمل محققِ زمانہ تھے تمام علوم مشرقی ادب عربی ادبِ فارسی علوم دینی تفسیر و حدیث و فقہ و اصولِ فقہ و کلام و بلاغت و معانی و علوم عقائد و علوم حکمت میں آپ کی حیثیت ایک امامِ وقت اور مجتہدِ عصر کی تھی۔ آپ کا فیضانِ علمی ہر وقت جاری رہتا تھا۔ ہمیشہ درس و تدریس کے ذریعہ تحقیقاتِ علمیہ کا انکشاف ہوتا رہتا تھا آپ علوم میں درجۂ کمال رکھنے کی وجہ سے اکثر مشائخینِ حیثیت کیا بلکہ اپنے زمانہ کے تمام کاملین میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ علومِ حکمت اور علومِ فلسفہ میں بھی آپ کو کمال تھا گو حکمتِ الٰہی کے غلبہ کے تحت اس مضمون پر خال خال ہی تبصرہ فرماتے تھے مگر جہاں کہیں بھی اس کا ذکر آتا تھا اس قدر ماہرانہ اور فن داں کی حیثیت سے اظہارِ خیال فرماتے تھے کہ بڑے بڑے فلسفی اس کے ادراک سے قاصر رہیں۔

آپ اپنے علوم میں تو یدِ طولیٰ رکھتے ہی تھے دوسروں کے علوم میں بھی کافی دخل تھا چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سنسکرت کے بھی بہت بڑے عالم تھے اور رکوسنیاسیوں اور ہندو مذہب کی بھی بہت معلومات تھیں یہی وجہ تھی کہ حضرت خواجہ نصیر الدین والملۃ روشن چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حصولِ تعلیم

کے موقعہ پر آپ کو ارشاد فرمایا تھا کہ ابھی فلاں فلاں کتابیں اور اور پڑھ لو اس لئے کہ آپ سے بہت سے کام لینے ہیں اور ان میں سے ایک خاص کام علوم دین کی خدمت اور مضامین علمیہ کی تحقیقات کا انکشاف تھا جس کے تحت حضرت خواجہ نے تقریباً ایک سو پانچ تصانیف عالیہ کے ذریعہ اسرارِ باطن اور فیوضِ علمیہ کے خزانے کھول دیئے اور قیامِ قیامت کے واسطے علوم وفنون کا ایک ناقابلِ فراموش کارنامہ اور ذخیرہ چھوڑ گئے ہیں۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی خصوصیات یہ تھیں کہ آپ علوم وفنون اور ولایت کے جامع تھے چنانچہ قدیم ہندوستان کے مایہ ناز اور قابلِ فخر امام الائمہ حضرت شاہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اخبار الاخبار میں لکھتے ہیں کہ "حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے اور آپ سیادت اور علم و ولایت کے جامع تھے اور علم و ولایت میں بڑی شان اور بہت بلند مرتبہ رکھتے تھے اور مشائخ چشت میں آپ کا ایک خاص مشرب اور اسرار حقیقت کے بیان میں آپ کا ایک مخصوص انداز تھا نیز حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ (جنھوں نے اوائلِ عمر میں حکومت سمنان چھوڑ کر درویشی اختیار کی تھی اور اطرافِ عالم کا سفر اختیار کر کے اس زمانہ کے صدہا اولیائے کرام سے فیض صحبت حاصل کیا تھا اور دنیا کے اولیاء کبار میں سے ہیں) ارشاد فرماتے ہیں کہ "حضرت خواجہ گیسو دراز میر سید محمد حسینی سے جب قدمبوسی حاصل ہوئی تو اس قدر حقائق و معارف حاصل ہوئے جو کسی دوسرے مشائخ سے حاصل نہ ہو سکے تھے۔ سبحان اللہ حضرت خواجہ کیا قوی جذبہ رکھتے تھے۔"

خلوت و ریاضت | حضرت پیرِ دستگیر نے آپ کو مجاہدہ کی نہایت

شفقت و آسانی سے تکمیل کرائی تھی چنانچہ جب حضرت نے طے کے روزے رکھائے تو برکت کی یہ حالت تھی کہ باوجود پے در پے روزہ ہائے طے کے آپ میں اس قدر قوت رہتی تھی کہ دہلی کے راستوں پر دھوپ میں برابر آتے جاتے تھے۔ مولانا محمد علی سامانی لکھتے ہیں کہ جب حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ پر مشغولیت کی لذت زیادہ ہوئی اور گھر میں تنہائی و فراغت حاصل نہیں ہوتی تھی تو آپ نے خطیرۂ شیر خاں جہاں پناہ میں ایک جگہ مقرر کرلی۔ وہاں ایک حجرہ تھا دس برس تک حضرت مخدوم وہاں مشغول رہے۔ مولانا علاء الدین بھی وہاں حضرت مخدوم کے ساتھ برابر رہتے تھے۔ حضرت وہیں سے مولانا قاضی عبد المقتدر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حضرت شیخ الاسلام کے حکم سے تعلیم حاصل کرنے جایا کرتے تھے۔ پھر وہاں سے ہر روز پابوسی کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے اور ارشاد و تربیت و تعلیم سلوک حاصل کیا کرتے تھے۔

آپ نے مجاہدہ ریاضت طے کے روزے۔ دوگانہ پنجگانہ و پانزدہ گانہ رکھے اور مکاشفات و تجلیات پر فائز المرام ہوئے۔ اپنے واقعات و واردات حضرت شیخ کی خدمت میں پیش کرتے تھے تو حضرت شیخ ارشاد فرماتے کہ ستر برس کے بعد ایک لڑکے نے پھر مجھ میں شوریدگی پیدا کردی اور پہلے زمانے کے واقعات یاد دلا دیئے ہیں۔ حضرت شیخ بڑی مہربانی آپ پر فرمایا کرتے تھے۔

سرفرازی خلافت حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو پندرھویں رمضان ۷۵۷ھ شب سہ شنبہ کو علالت کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس دوران بعض اصحاب نے اعلانِ خلافت و نیابت کے بارے میں متوجہ فرمایا تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ اچھا ان لوگوں کے نام لکھ کر لاؤ۔ آپس کے مشورہ کے بعد

مولانا زین الدین نے ایک فہرست پیش کی اوس میں حضرت خواجہ کا نام نہ تھا۔ جب شیخ نے اسے دیکھا تو فرمایا کہ یہ کیا ڈھیلے پتھر باندھ کے لائے ہو ان سب سے کہہ دو کہ اپنے ایمان کی فکر کریں۔ پھر مولانا زین الدین نے اُسی فہرست کو مختصر کر کے پیش کیا تو ارشاد ہوا کہ پڑھو جب اس میں حضرت خواجہ کا نام نہ آیا تو ارشاد فرمایا کہ سیّد محمد کا نام تم نے نہیں لکھا؟ سب تھر تھرانے لگے اور فہرست لے کر واپس ہوئے اور حضرت خواجہ کا نام لکھ کر لائے تب حضرت شیخ الاسلام نے اپنے قلم سے صاد فرمایا۔ سترھویں اور اٹھارویں رمضان المبارک کی درمیانی شب میں یعنی شبِ جُمعہ عشاء کے وقت حضرت شیخ الاسلام نصیر الدین محمودؒ نے دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔ اس وقت حضرت شیخ کی عُمر بیاسی ۸۲ برس کی تھی۔

جوامع الکلم میں ہے کہ جو نعمت حضرت شیخ قدس سرہٗ کے پاس تھی وہ چار شخصوں کو ملی۔ ان میں سے ایک حضرت خواجہ تھے دوسرے ایک عورت، تیسرے ایک صندوق ساز اور چوتھے ایک کمہار تھے بقیہ تین شخصوں کا جب انتقال ہو گیا تو وہ نعمت بھی آپ ہی کے پاس لوٹ آئی۔ حضرت شیخؒ کی وفات کے بعد حضرت خواجہ سجادۂ ولایت پر جلوہ افروز ہوئے اور اپنا ہاتھ بیعت کے لئے دیا اور طالبانِ حق کو تلقین و ارشاد فرمانے لگے۔ اس وقت حضرت خواجہ کی عُمر مُبارک ۳۶ سال تھی۔

شادی | جب حضرت خواجہ کی عمر مُبارک چالیس سال سے متجاوز ہوئی تو آپ کی والدہ صاحبہ نے جنھیں بی بی رانی کہا کرتے تھے آپ کی شادی کے لئے اصرار فرمایا۔ چنانچہ آپ نے حکم کی تعمیل کی اور آپ کا

نکاح سید احمد پسر مولانا جمال الدین مغربی کی صاحبزادی رضا خاتون صاحبہ سے ہوا۔ خود مولانا جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار حضرت خواجہ کی درگاہ شریف کے احاطہ میں ہے آپ کے فیض یافتوں میں سے تھے۔ گو عمر کا بہت فرق تھا مگر مولانا آپ کی نہایت تعظیم و تکریم فرمایا کرتے تھے۔ اون سے بھی حضرت خواجہ صاحب کا سلسلہ جاری ہوا جس میں سلسلۂ چشت کے مشائخین بیجاپور حضرت میراں جی شمس العشاقؒ اور ان کے سلسلہ کے بزرگوار ہیں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ ۷۵۷ھ سے ۸۰۰ھ یعنی (۴۳) سال تک دہلی میں سجادۂ ارشاد پر متمکن رہ کر خلقِ خدا کی ہدایت میں مصروف رہے۔

مسلک | آپ امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے پیرو تھے چنانچہ جوامع الکلم میں کئی جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ میں متعدد مرتبہ نہایت وثوق اور تاکیدِ اکید کے ساتھ بیان کر چکا ہوں اور میرا عقیدۂ راسخ یہ ہے کہ افضل صحابہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد سیدنا علی ابن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

تاریخ حبیبی میں بھی مولف مصنف نے حضرت خواجہؒ کے ایک رسالہ ضرب الامثال کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ آپ نے اس رسالہ کے شروع میں جو حمد و نعت لکھی ہے اوس میں بھی اسی ترتیب سے خلفائے راشدین کی منقبت تحریر فرمائی ہے۔ آپ عشقِ حقیقی اور محبت کی شان رکھتے ہوئے شریعت بیضا کے پورے پورے پابند تھے اور آپ نے کتاب آداب المریدین میں صاف صاف ارشاد فرمایا ہے کہ "میں حنفی ہوں فقہ حنفی کی پابندی کرتا ہوں"

نیز آپ نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خوبیاں اور بہت تعریف بھی بیان فرمائی ہے اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ فقیہہ، صوفی اور سنی سید بہت کم ہیں مگر مجھ میں یہ چاروں صفتیں موجود ہیں۔ میں فقیہہ بھی ہوں سید بھی اور سنی بھی ہوں اور کتاب شرح فقہ اکبر میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے عقائد کی تشریح فرماتے ہوئے اون کے عقائد کو سراہا ہے نیز اسی مسلک کی ص۱۶ شرحِ فقہ اکبر میں بہت تاکید و تائید فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ "مسلمانان را ایں قدر بباید دانست، کہ اوّلہم ابوبکر رضؓ ثم عمر رضؓ ثم عثمان رضؓ ثم علیؓ ثم باقی العشر المبشرہ رضی اللہ عنہم۔

اوقات ومشاغل مبارک حضرت خواجہؒ کی روش یہ تھی کہ آپ شریعت کے حد درجہ پابند تھے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر پورے پورے گامزن تھے چنانچہ سیرِ محمدی میں ہے کہ آپ پانچوں وقت کی نماز برابر باجماعت ادا فرماتے تھے کسی وقت تنہا یا صرف ایک آدمی کے ساتھ آپ نے نماز نہیں پڑھی۔ جوامع الکلم میں ہے، کہ حضرت اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کی خدمت میں کامل ستّرہ برس تک مسلسل حاضر باش رہے اور جب تک حضرت خواجہ بندگی مخدومؒ کی خدمت میں رہے تو آپ کا معمول یہ تھا کہ آپ نصف شب سے بیدار ہوتے پہلے خود وضو کرتے پھر حضرتِ شیخ کو وضو کراتے اور جب حضرت شیخ حجرہ میں داخل ہوکر مشغول بحق ہوتے تو آپ بھی نمازِ تہجد ادا کرکے حجرہ کے باہر ذکر وشغل میں مصروف ہوجاتے۔ نمازِ فجر جماعت کے ساتھ ادا فرماتے اور جب تک حضرت شیخ اوراد میں مشغول رہتے آپ طالبوں کو راہِ سلوک

کی تعلیم دیتے رہتے اور جب حضرت شیخ کی مجلس منعقد ہوتی تو آپ بھی حاضر ہو جاتے پھر بعد نمازِ چاشت قدرے قیلولہ فرماتے بعد میں تلاوتِ قرآن کے واسطے بیدار ہوتے اور نمازِ ظہر باجماعت ادا کرنے کے بعد اپنے حجرہ میں مشغولِ وظائف ہو جاتے تھے اور سہ پہر کے وقت حضرت شیخ کی مجلس میں حاضر رہتے اور نمازِ عصر کے بعد سے مغرب تک پھر تسبیح و تہلیل میں مصروف ہو جاتے اور بعد نمازِ مغرب نوافل و سنن سے فراغت کے بعد طالبانِ راہ کی تعلیم میں مصروف ہو جاتے تھے۔ بعد نمازِ عشاء کسی قدر طعام نوشِ جان فرمانے کے بعد استراحت فرماتے تھے اور ہر نماز کے وقت حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو وضو کراتے تھے۔

طریق بیعت و ارشاد حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ بیعت کرتے وقت اپنا سیدھا ہاتھ مُرید کے ہاتھ پر رکھ کر ارشاد فرماتے تھے کہ تُم نے اس ضعیف اور اس ضعیف کے خواجہ اور خواجہ کے خواجہ اور تمام مشائخ طبقات سے عہد کیا ہے کہ ہمیشہ نگاہ کی زبان کی حفاظت کروگے اور طریقۂ شریعت پر قائم رہوگے۔ تم نے اس کو قبول کیا، مُرید عرض کرتا جی ہاں میں نے قبول کیا۔ آپ فرماتے الحمدُ للہِ ربِّ العٰلمین پھر قینچی دستِ مُبارک میں لیتے تکبیر پڑھتے ہوئے تھوڑے سے بال داہنی جانب سے کان کے قریب کے کاٹ دیتے اور کچھ بال بائیں جانب کے بھی۔ پھر تکبیر فرماتے اور چار گوشہ والی ٹوپی مرید کے سر پر رکھ دیتے جب اس طرح مرید کر کے کُلاہِ چہار گوشی پہنا چکتے تو کہتے جاؤ دوگانہ پڑھو جب واپس آتا تو سب سے پہلے ہدایت یہ ہوتی کہ پنجوقتہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا اور نمازِ جمعہ و غسلِ جمعہ کو سوائے شرعی عذر کے کبھی قضاء نہ کرنا۔ نیز ارشاد

فرماتے تھے کہ ہر روز بعد مغرب چھ رکعتیں تین سلام سے اوابین
کی پڑھا کرو اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین مرتبہ
پڑھنا چاہیئے اور اس کے بعد ایک دوگانہ حفظ ایمان کا پڑھنا چاہیئے
جس کی رکعتوں میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ اخلاص سات سات بار
اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار ہی
پڑھی جائے اور سلام کے بعد سجدہ میں جاکر تین مرتبہ یا حَیُّ یا
قَیّوم ثَبِّتنِیْ علَی الاِیمانْ پڑھو اور ہر روز عشاء کی نماز کے بعد وتر
سے پہلے ایک دوگانہ پڑھو جس میں سورۂ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ
سورۂ اخلاص پڑھا کرو اور سلام کے بعد ستّر بار یَا وَھَّابُ یا
وَھَّابُ پڑھا کرو نیز ہر مہینہ میں ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ تاریخوں کو روزے
رکھا کرو - اس کے بعد حضرت شیخ کے اوراد و وظائف اور نماز چاشت
کی چار رکعتیں و اشراق کی چھ رکعتیں اور تہجّد و ذکر و مراقبہ کی
تلقین فرماتے تھے - عورتوں کو مرید کرتے وقت چادر درمیان
میں ڈالی جاتی تھی اور ایک بڑے پیالے میں پانی لایا جاتا تھا حضرت
خواجہ اس پیالے میں شہادت کی انگلی کا صرف ایک درہم کے برابر
حصہ ڈبو دیتے تھے اور اوپر تھوڑا سا کپڑا بھی لپیٹ دیتے تھے -
اسی طرح مرید ہونے والی عورت بھی صرف ایک درہم کے برابر حصہ
ڈبو دیتی تھی اور اوپر تھوڑا سا کپڑا بھی لپیٹتی تھی اور باقی تمام
ہاتھ اور انگلیاں آستین سے چھپائے رکھتی تھی اور اس کے بعد
مندرجہ بالا کلمات ارشاد فرماتے تھے اور آخر میں مکرر یہ کلمات
دُہراتے تھے کہ زبان کو فحش کلامی اور بدگوئی سے محفوظ رکھنا
اور زیادہ تر یَا وَھَّاب یا وَھَّاب اور استغفر اللہ پڑھا کرنا -

سِمَاع | حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ " انسان

میں پانچ چیزیں ہیں ایک روح، دوسری دل، تیسری نفس، چوتھی طبیعت، پانچویں عقل۔ جب کوئی گانے والا کوئی شعر نغمے اور ترنم کے ساتھ پڑھتا ہے تو روح نغمہ میں محو ہو جاتی ہے اور دل شعر کے معنی کا محل اور مقام تلاش کرتا ہے اور اس کے صحیح محل پر اُسے بٹھاتا ہے۔ نفس شعر کی اچھائی اور بُرائی کو دیکھنے لگتا ہے۔ عقل اشعار کی حکمت و دانائی اور اس کے اسرار و فلسفہ میں نظارہ بازی کرتی ہے اور طبیعت موسیقار کی راستی و کجی میں گم ہو جاتی ہے۔ بہر حال ہر ایک اپنے اپنے ذوق کی چیزوں میں مصروف ہو جاتا ہے۔ آپس کی فطری مخالفتیں اور اختلافات اس وقت مٹ جاتے ہیں۔ آرام و اطمینان اور قرار و سکون انسان کے جسم میں سرایت کر جاتا ہے اور ایک بہت ہی سکون کی حالت پیدا ہو جاتی ہے، اسی وجہ سے اہلِ دل حضرات سماع میں مصروف رہتے ہیں۔ فاسق فاجر نفس پرست اصحاب اور حظِ نفس کے سننے والے سماع کے اہل نہیں ہیں یا جن کو اس چیز سے ذوق نہ ہو وہ بھی اس کے اہل نہیں ہیں چنانچہ شرح آداب المریدین میں عام نوجوانوں اور ایسے خفیف الحرکات اصحاب کو جو اپنی طبیعت پر قابو نہ رکھتے ہوں سماع میں شرکت سے ممانعت کی گئی ہے۔

دراصل ترنم کے ساتھ اشعار اور ابیات کا پڑھنا یا عمدہ غزلیات کا گانا یا سُننا سماع کہلاتا ہے اور اچھا کلام سُننا یا سُنانا ایک امرِ مُباح ہے اور جب اس میں حمد و ثناء اور نعت و منقبت اور عشقِ الٰہی کا بیان ہوگا تو وہ ظاہر ہے کہ کس مرتبہ کی چیز ہوگی۔ البتہ اس کا تعلق ذوق و شوق سے ہے۔ چند طبائع ان امور سے ذوق رکھتی ہیں اور چند طبیعتیں ایسی چیزوں سے بے رغبت ہوتی ہیں۔ جن کو ذوق ہوتا ہے وہ اُسے محبتِ الٰہی اور حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کے ازدیاد کا ذریعہ بناتے ہیں اور سلوک کے طے کرتے وقت جب انقباض کی حالت ہوتی ہے تو سماع کی وجہ سے انبساط حاصل ہوتا ہے اور یہ بھی بسط حال کا ایک ذریعہ ہے ۔ سلسلۂ چشتیہ میں سماع کو خاص اہمیت حاصل رہی ہے اور خواجگانِ چشت نے محبت کے طریقہ پر مرید کو لانے کے لئے بطور علاج اور دوا کے یہ نسخۂ کیمیا استعمال فرمایا بزرگوں کی باتیں ہمیشہ حظِ نفس اور لذائذِ دُنیوی سے پاک ہوتی ہیں اور ان میں ایک شمہ بھر بھی شائبہ لطف اندوزی کا نہیں ہوتا اُن کا تو ہر کام اخلاص اور تقویٰ کے معیار پر پورا اُترتا ہے اس لئے اُن کا گانا سُننا بھی اللہ کے لئے ہوتا ہے اور اس میں ڈھول یا باجے گاجے کی پابندی نہیں ہوتی ۔ وہ تو صدائے حق سے متاثر ہوتے ہیں بھلا ان کو چنگ و رباب اور دیگر آلاتِ ساز و طرب سے کیا کام ؟

حضرت خواجہ کی محفلِ سماع میں آداب و شرائطِ سماع کا خاص طور پر بہت زیادہ خیال رکھا جاتا تھا اور سماع بھی بہت پُر لطف ہوتا تھا ۔ آپ نے خود اپنی تصانیفِ عالیہ بالخصوص خاتمہ شریف میں سماع کے لئے بہت سے آداب ارشاد فرمائے ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اگر سماع مخلوق کی توجہ اور اُن کی عادت و پیروی کی چیز نہ بن جائے اور عام لوگوں کی عادت و مروت کی قید میں داخل نہ ہو جائے تو اس سے بھی مردِ صوفی کو استفادہ کرنا چاہیئے ۔ (از جوامع الکلم ص ۱۹) اور فرمایا کہ حالتِ سماع میں از خود رفتہ نہ ہونا چاہیئے تاکہ مرشد یا شیخ وقت کی عزت و عظمت کے خلاف کوئی عمل سرزد نہ ہو بلکہ جو کچھ بھی عمل ہو وہ سب سوچ سمجھ کر ہونا چاہیئے البتہ اگر کوئی حالت طاری ہو تب بھی بالکل از خود رفتہ نہ ہونا چاہیئے ۔ سماع سے مقصود خیالات کا یکسو کرنا

اور دل کو صرف ایک ذات کی طرف متوجہ کرنا ہے اور اس قسم کا سماع بھی محبوبِ حقیقی تک پہنچانے کا ایک طریقہ ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ رقص کا حال مجھ سے سُنیئے۔ میں سماع میں آہِ سرد بھرتا ہوں۔ اور میری مُراد اس آہ سے "ھُوَاللہُ مَلِیحٌ" ہوتی ہے (یعنی اللہ پاک ہی مخزنِ ملاحات و جمال ہے) اور دونوں ہاتھوں کو کھول کر ایک دوسرے پر رکھتا ہوں اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ دُنیا میں سوائے ایک ذاتِ واحد کے دوسرے کا وجود ہی نہیں ہے۔ دونوں ہاتھوں کے اشارے سے دونوں جہاں کو لپیٹ کر ایک گوشہ میں رکھتا ہوں اور سب کو ترک کر کے اپنے مطلوبِ واحد ذاتِ حق کی طرف رجوع کرتا ہوں (از جوامع الکلم صـ۱۰۹)

(۱) حضرت خواجہ کی سماع کی مجلس میں صفائی اور پاکیزگی کا خاص اہتمام ہوتا تھا۔ مجلس خوب آراستہ کی جاتی تھی اور ہر جانب طاقوں میں عود دان رکھ کر خوشبوئیں جلائی جاتیں۔

(۲) مجلس سماع سے شوقین اور لذت و سرور کے لئے گانا سُننے والوں کو رخصت کر دیا جاتا۔

(۳) اصحابِ مجلس پر شروع سے آخر تک ادب و سکون کے ساتھ صحتِ محل حرکتِ تواجد، تکمیلِ کیفیت بے چینی اور وقار۔ دردمندی گریہ و انکسار، نیازمندی و تواضع و بے پروائیِ حال اور ترکِ کلام کی حالت غالب رہتی تھی۔

(۴) حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عربی اشعار و ابیات و غزلیات اور فارسی ابیات و غزلیات سماعت فرماتے تھے کبھی کبھی ہندی کے ابیات بھی پڑھے جاتے تھے۔ (از سیر محمدی و تاریخ حبیبی)

اس کے علاوہ حضرت نے کتاب خاتمہ شریف صـ۲۰ تا ۴۷ میں مندرجہ ذیل

آداب وشرائط سماع ارشاد فرمائے ہیں :-

(۱) غسل کرنے کے بعد صاف کپڑے پہن کر تازہ وضو کرنا چاہیئے۔ اور خوشبو لگانی چاہیئے اور سماع سے پہلے کم کھانے کی عادت ڈالنی بلکہ اس سے پہلے طے کے روزے رکھنے چاہیئے۔

(۲) مجلس سماع میں عزت ووقار اور یکسوئی قلب کے ساتھ بیٹھنا چاہیئے اِدھر اُدھر نہیں دیکھنا چاہیئے۔ یا تو اپنے سامنے نیچی نگاہ سے دیکھے یا قوال پر نظر رکھے یا مُرشد کی طرف۔

(۳) اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ کم عمر اور خوبصورت قوال نہ ہوں اگر کبھی ایسا اتفاق ہوجائے تو ان کی طرف دیکھنا نہ چاہیئے اور خوشی سے واہ واہ نہ کرنی چاہیئے بالخصوص مرید کو اپنے مرشد کے روبرو جُنبش نہیں کرنی چاہیئے اور ہمہ تن پیر کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے۔ اگر مرشد نہ ہوں کوئی بڑا پیر بھائی ہو تو اُس کے ساتھ بھی یہی معاملہ کرنا چاہیئے۔

(۴) یہ ضروری ہے کہ مجلسِ سماع میں ایک ہی مُرشد کے مرید حاضر ہوں یا ایک ہی سلسلہ کے مرید ہوں کم از کم اتنا ضرور لحاظ رکھنا چاہیئے کہ آپس میں اختلافات رکھنے والے اس مجلس میں حاضر نہ ہوں - بہرحال ہم مشرب اصحاب کی شرط بھی ضروری ہے۔

(۵) اس کا بھی اہتمام ہونا چاہیئے کہ بادشاہ - امیر اُمراء - حکام اور دنیادار لوگ مجلس سماع میں حاضر نہ ہوں اگر اتفاق سے آجائیں تو انھیں صوفیوں اور فقیروں کے پیچھے بٹھانا چاہیئے۔

(۶) کسی مصیبت یا کسی عزیز قریب کے صدمہ کے زمانہ میں سماع نہیں سُننا چاہیئے تاکہ محبتِ خدا کے درد وسوز کے ساتھ اس صدمہ کا احساس وتاثر اثر انداز نہ ہو اور اس طرح نفس کو فریب کا موقع نہ مل سکے۔

(٧) اگر نا اہل، سماع میں مکر و ریا سے کام لے کر حال لائے تو اوس کو اچھے طریقے سے مجلس سے باہر بھیج دینا چاہیئے۔

(٨) حالتِ سمع میں کسی کو تکلیف نہیں پہونچانی چاہیئے یا دھکّہ نہیں دینا چاہیئے

(٩) گریہ وبکا زور زور سے نہ ہونا چاہیئے نیز سماع میں کسی پر غصّہ غضب اور تعصّب نہ کرنا چاہیئے۔

(١٠) سماع میں کوئی شعر یا بیت مُتبذل یا فحش نہ ہونا چاہیئے تمام کلام عشقِ الٰہی، حُبِّ رسولؐ، نعتِ حبیبِ پاک نیز احوالِ تسلیم و رضا وصبر و تقویٰ سے بھرپُور ہونا چاہیئے۔

(١١) سماع میں عورتیں حاضر نہ ہوں اور نہ کسی دریچہ و کھڑکی سے اون کے جھانکنے کی صورت ہو بلکہ سماع محض مردانہ ہونا چاہیئے۔ اور اگر گانیوالی ہی عورت ہو اوس سے تو بالکل ہی پرہیز کرنا چاہیئے بلکہ ایسی مجلس سے فوراً استغفار و توبہ کرکے اُٹھ آنا چاہیئے۔

(١٢) ایسے تمام امور سے بالکلیہ احتراز کرنا چاہیئے جو از روئے شرع شریف فقہاء کے اجماع سے حرام ہوں۔

(١٣) سماع کے لئے اچھا وقت اختیار کرنا چاہیئے اور پوشیدگیٔ احوال کے تحت رات کا وقت سب سے بہتر ہے۔

(١٤) جس محفلِ سماع میں ہر قسم کے لوگ موجود ہوں اس سے اور ولیمہ و اعراس کی عام محفلِ سماع سے بھی بہتر طریقہ پر انکار اور احتراز کرنا چاہیئے۔

(١٥) محفلِ سماع میں جس طرح عورتوں سے احتراز لازمی ہے اسی طرح ایسے فقیہہ سے بھی احتراز کرنا چاہیئے جو صوفیائے کرام کے اضطراب اور گریہ و اندوہ کو لہو و لعب کہتا ہو۔

(١٦) سماع کے بعد دل کو یکسو رکھ کر اپنے خیال کے موافق مقصود کی تکمیل کرنی چاہیئے تاکہ سماع کے ثمرات سے مُستفید ہو سکے۔

(۱۷) اگرچہ دف اور مشکک کے بارے میں فقہا وسیع بحث کرتے ہیں اور ان دونوں کے سوا تمام مزامیر کو باتفاق و اجماع حرام کہتے ہیں لیکن باوجود اس کے اگر کوئی اہلِ دل مزامیر کے ساتھ سماع سُنے تو اس کا معاملہ اس پر چھوڑ دیں اور اس بارے میں رائے زنی سے احتراز نہ کرنا چاہیئے۔

(۱۸) صوفی کو کسی مجلس میں خود گانا اور ناچنا نہ چاہیئے اور آوازِ نغمہ نہیں نکالنا چاہیئے۔

(۱۹) **سماع** کو پیشہ نہ بنانا چاہیئے کہ ہر روز سماع سُنا کرے بلکہ گاہے گاہے سُننا چاہیئے جیسا کہ مشائخ کیا کرتے رہے ہیں۔

(۲۰) حالتِ سماع میں اگر پیاس کا غلبہ ہو تو پانی نہ پینا چاہیئے اور نہ دہن و لب سے کوئی ایسی حرکت کرنی چاہیئے جس سے دوسروں کو معلوم ہو کہ کچھ کھا رہا ہے۔

(۲۱) سماع میں اصحاب کا ساتھ دینا ضروری ہے ان کو ایک حالت پر تنہا نہ چھوڑنا چاہیئے اگرچہ کسی ذلیل شخص کو بھی حال آگیا ہو تب بھی اس کے حال کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیئے۔

(۲۲) سماع کے لئے بند مکان محفوظ ہونا چاہیئے۔ عام گذرگاہ یا صحن کھلا ہوا نہ ہونا چاہیئے بلکہ بند جگہ ہو جہاں مخصوص حضرات آسکیں۔ مسجد میں سماع نہ کرنا چاہیئے۔

(۲۳) سماع سُننے والے کو صدر جگہ اور سامنے کے حصے میں بیٹھنے کی طرف توجہ نہ کرنی چاہیئے۔ بلکہ پیچھے کے حصہ میں بیٹھنے کا اہتمام کرنا کرنا چاہیئے نیز بوقتِ سماع ذکر و مراقبہ سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

(۲۴) اگر محفلِ سماع میں کچھ حصہ دستار کا کھل جائے تو اپنے ہاتھ سے درست کرنا چاہیئے۔ دوسرے کے ہاتھ سے درست کرنے کا خیال نہ کرنا چاہیئے۔

(۲۵) سماع کہنے والے اور سننے والے دونوں کو باوضو اور باطہارت ہونا چاہیئے بالخصوص قوال کو مطہر و پاکیزہ ہونا ضروری ہے۔

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کی ذاتی خصوصیات | آپ اپنے عہد کے ایک عظیم ترین قطب کامل اور عارف واصل ہوئے ہیں۔ آپ شریعت و طریقت کے جامع اور حقیقت حق اور اسرار حقیقت کے محرم راز تھے آپ یکتائے روزگار تھے اور ایک ایسا مقام رکھتے تھے جس کی نظیر اولیائے کرام میں بہت کمیاب ہے۔ آپ علوم و فنون میں ایک کامل و اکمل محقق زمانہ تھے تمام علوم مشرقی ادب۔ عربی ادب فارسی علوم دینی۔ تفسیر و حدیث و فقہ و اصول فقہ و کلام و بلاغت و معانی و علوم عقائد و علوم حکمت میں آپ کی ایک امام وقت اور مجتہد عصر کی حیثیت تھی۔ آپ کا فیضان علمی ہر وقت جاری رہتا تھا۔ آپ نے علوم حقائق اور علوم اسرار باطن میں وہ موشگافیاں کی ہیں کہ آج منتہی اور صف اول کے علماء اس کو سمجھ ہی لیں تو وہ بہت کامیاب عالم کہلائیں گے۔ علوم حکمت اور فلسفہ میں بھی آپ کو کمال تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت خواجہ سنسکرت کے بھی بہت بڑے عالم تھے اور آپ کو سنیاسیوں اور ہندو مذہب کی بھی بہت بڑی معلومات تھیں۔

ولادت کے بعد ابدالوں کی وہ جماعت جو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرید تھی مبارکباد دینے آئی اور اپنے ساتھ درخت تجلّی کا (یعنی بیتہ بنی اسرائیل کے وہ سات آٹھ درخت جن پر ہر وقت تجلّی ربّانی رہتی ہے) ایک پھل لائے جن کا شربت حضرت صاحبزادۂ بزرگ کو بطور شہد کے دیا گیا۔ یہ شربت جن خوش نصیب اصحاب کو نصیب ہوتا ہے اون کی ساری نفسانی کمزوریاں اور خرابیاں دور ہوجاتی ہیں۔

جب وہ سن شعور کو پہونچے تو پہلے انھیں کلام اللہ شریف حفظ کرایا گیا

اس کے بعد وہ تحصیلِ علوم میں مشغول ہوئے اون کے اساتذہ کرام میں ممتاز وہ مشہور شریعت و طریقت دونوں میں بلندپایہ بزرگ تھے۔ حضرت نے چند سال ہی میں تمام شعبہ جات کے علوم عالیہ میں بدرجۂ کمال تکمیل فرمائی اور درجہ اجتہاد پر فائز ہوئے اور اوائل عمر ہی میں تمام منازل وہ مراتب سلوک وطریقت کی تکمیل فرمائی اور تائید ایزدی سے آغاز شباب ہی میں کامل وواصل ہوگئے اور عارفین وکاملین کے تمام مراتب بہت جلد طے کرکے مقام محبوبیت پر فائز ہوئے۔ یوں تو مادر زاد ولی تھے تاہم اس راستہ کے تمام احوال ومقامات کو طے فرمایا چنانچہ حضرت خواجہ صاحبؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ دو مُرید اپنے مرشد سے بھی بڑھ گئے ہیں۔ ایک حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے سید محمد اکبر ہیں۔ حضرت خواجہ صاحبؒ تواضع سے فرماتے ہیں کہ میں اپنے فرزند ہونے کی حیثیت سے نہیں تعریف کرتا ہوں بلکہ یہ ایک عین حقیقت ہے کہ حقائق ومعارف اور اس طریقۂ حقیقت کے دقائق میں ان کا مرتبہ اکابر طریقت سے بڑھا ہوا ہے اور وہ جو کچھ بیان کرتے ہیں مشاہدۂ حق اور معائنۂ حقیقت سے بیان کرتے ہیں۔ سُبحان اللہ آپ ہمیشہ حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ساتھ رہے۔ چنانچہ آپ کا روضۂ مُبارک بھی حضرت قطب المشائخ قدس سرہٗ کے روضۂ اطہر کے بالکل سامنے ہے۔

سنہ ۸۱۱ھ کے آخری ایام میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں خلافتِ کُبریٰ عطا فرمائی اور جماعت خانہ میں اپنے روبرو اپنے نہالچہ پر ان کو بٹھایا۔ اس کے قبل ہی دارالعلوم کی صدارت اور علوم ظاہری وباطنی کی تدریس کا کام آپ کے سپرد ہی فرمایا تھا جو دارالعلوم حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں اور حضرت سید محمد اکبر رحمۃ اللہ علیہ

کی صدارت میں قائم ہوا تھا بحمد اللہ آج تک موجود ہے علوم دینی اور علوم مروجہ کی تدریس کا سلسلہ اب بھی جاری ہے اور پھیل رہا ہے حضرت مخدوم زادۂ بزرگ نے اوائل زمانہ ہی میں حضرت خواجہ خضرؑ سے مرحبا اور احسنت کا خطاب حاصل کیا ہے اور ایک عرصہ تک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے خطیرۂ قدس میں مشغول بحق رہے ہیں - ایک روز حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے رات بھر فیضِ صحبت حاصل ہوا اور بہت سی نعمتیں حاصل ہوئیں - حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے بارے میں فرمایا کہ میں نے اپنی عمر میں محمد اکبر کی طرح کوئی صوفی نہیں دیکھا اور عرش الٰہی کے نیچے آٹھویں جگہ ان کو حاصل ہوئی - حضرت خواجہ صاحب کا ارشاد ہے کہ واقعۂ خلافت کے کچھ دنوں بعد ایک روز سید محمد اکبرؒ مجھ سے کہنے لگے کہ خطیرہ قدس (یعنی مقام محمدی) کی فراشی کا منصب مجھے عطا کر رہے ہیں جہاں کی دربانی حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو حاصل ہے - میں نے ان سے کہا کہ میری خستہ حالی کی وجہ اس کو ہرگز قبول نہ کرتا انہوں نے کہا کہ حضرت میں نے قبول کر لیا ہے - بس میں اسی روز سمجھ گیا کہ ان کو زیادہ دن دنیا میں رہنے کا موقع نہیں ہے چنانچہ چہارشنبہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ کو واصل بحق ہوئے - حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے خود بہ نفسِ نفیس غسل دیا اور فرمایا کہ میں نے صرف دو اشخاص کو غسل دیا ہے ایک اپنے مرشد کی وصیت کے مطابق اپنے پیر علیہ الرحمۃ کو اور دوسرے حضرت سید محمد اکبر علیہ الرحمۃ کو

(۲) دوسرے صاحبزادہ اعظم المشائخ خواجہ محمد اصغر حسینی المعروف بہ میاں لہرے قدس سرہٗ علامۃ الدھر اور اپنے وقت کے میدانِ حقیقت کے شہسوار اور بحر معرفت کے غواص تھے اکمل ترین واصلِ حق تھے -

سات سال کی عمر شریف سے مشاہدۂ جمال سرمدی میں منہمک تھے شروع سے ہی توجہ تمام اور تزکیۂ باطن کے ساتھ ذکر و مذکور میں مستغرق تھے۔ صاحبِ تاریخ حبیبی تحریر فرماتے ہیں کہ دونوں صاحبزادگانِ والاتبار کی معیشت و معاشرت بالکلیہ علماء و صلحاء و فقہائے اہلِ سنت والجماعت کے اصول کے مطابق تھی اور علوم حدیث و تفسیر و فقہ و اصول فقہ میں کمال دسترس رکھتے تھے۔

حضرت بندہ نواز قدس سرہٗ نے دوسری مرتبہ جب تیرہ حضرات کو خلافت عطا فرمائی تو آپ کو بھی خلافتِ کبریٰ کے منصب پر فائز فرمایا گیا۔ آپ کے مراتب کا اندازہ اس سے ہوگا کہ حضرت خواجہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ سیر و سلوک کے آغاز میں جس مقام کو طے کرنے میں میرے شیخ مخدوم حضرت خواجہ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو سترہ روز لگے تھے حضرت خواجہ کے صدقہ میں ایک صوفی کو (یعنی مجھ کو) صرف سات روز اس مقام کے طے کرنے میں لگے لیکن محمد اصغر کو اوس مقام پر صرف سات گھنٹے سے زیادہ دیر نہ لگی۔

ان دو صاحبزادوں کے علاوہ تین حضرت زادیاں :-

(۱) حضرت بی بی فاطمہ (۲) حضرت بی بی بتول صاحبہ اور (۳) حضرت بی بی ام الدین تھیں۔

حضور بندہ نواز قدس سرہٗ کی حیاتِ طیبہ میں اعراس و ضیافتوں کا بیان

(ماخوذ از ترجمہ تاریخ حبیبی صفحہ ۷۷ تا ۷۸)

حضرت قطبی رحمۃ اللہ علیہ کے حین حیات ہمیشہ یہ معمول تھا کہ کہ جس عرس و دعوت کو آپ ایک بار شروع فرما دیتے تو اُسے ہمیشہ نبھاتے اور آپ کے خادم یہ نہ کر سکتے کہ کسی طریق پر اُسے ناغہ

کر سکیں۔ بارھویں تاریخ ماہ ربیع الاول حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عرس کرتے اور اس روز مجلس سماع بھی آراستہ ہوتی۔ اسی مہینہ کی چودھویں تاریخ کو حضرت افضل المشائخ برہان چشتیاں شیخ قطب الحق والدین نور اللہ مرقدہٗ کا عرس کرتے لیکن اس شب و روز میں سماع نہ ہوتا بلکہ پندرھویں کی شب کو افطار صوم کے وقت ہوتا۔ اسی مہینے کی اٹھارویں کو حضرت قطبیؒ اپنے بھائی سید احمد کا عرس کرتے اور ظہر کے بعد طعام تقسیم کیا جاتا۔ آپ کھانے پینے کی مختلف اشیاء تیار کرنے کا حکم فرماتے۔

پندرھویں ربیع الثانی کو حضرت قدوۃ المشائخ مخدوم زادہ بزرگ کا عُرس کرتے اور اسی ماہ کی اٹھارویں کو حضرت سلطان العاشقین مخدوم شیخ نظام الدین نور اللہ مرقدہٗ کا عرس کرتے اور اسی ماہ کی آخری تاریخ یا جمادی الاول کی پہلی تاریخ کو حضرت سید السادات سید جندن قدس سرہٗ کا عرس کرتے اور ماہ مذکور کی پانچویں کو حضرت امیر المومنین حسن رضی اللہ عنہٗ کا عرس کرتے اور اسی ماہ کی چھٹی کو حضرت اکمل المشائخ معین الحق والدین نور اللہ مرقدہٗ کا عرس کرتے اور ماہ مذکور کی سترھویں کو حضرت مرشد المشائخ شیخ نصیر الدین قدس سرہ العزیز کا عرس کرتے اور اس دن آپ بہت اہتمام و تاکید فرماتے اور جو کھانا پکایا جاتا تو اُسے خود معائنہ و ملاحظہ فرماتے اور ہر طرح کے اجناس اور طرح طرح کی شیرینی کے لئے بہت سعی فرماتے۔ اس عرس میں آپ بہت کچھ روپیہ پیسہ خرچ کرتے اور جب مجلس میں تشریف لا کر اجلاس فرماتے تو حضرت مرشد المشائخ کے بہت مناقب بیان کرتے آنکھیں پُرنم ہو جاتیں اور تاسف کے ساتھ غم زدہ لہجہ میں کلام فرماتے۔ اور ارشاد فرماتے کہ میرا تمام سال صرف اس روز کی پناہ میں ہے۔

اور چونکہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی رحلتِ روح رمضان المبارک کی ستّرہ تاریخ کو ہوئی تھی اور جسم مبارک کو اس خانقاہ فانی سے خواب گاہ باقی میں اس ماہ کی اٹھارویں کو منتقل کیا گیا تھا اس لئے اٹھارویں کو بھی کسی قدر لطیف کھانا پکانے کا حکم فرماتے اور اس مہینہ کی انیسویں کو حضرت امیر المومنین سیدنا علی ابن ابوطالب رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہ کا عرس کرتے۔ نیز ماہ مذکور ستائیسویں تاریخ کی شب کو حضرت خیر النساء بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عرس کرتے تھے اور شوال کی پانچویں کو اپنے والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز کا عرس کرتے اور یہی ہمیشہ معمول رہا اور جس بزرگ کا عرس ہوتا اس روز اُن کے مناقب و فضائل بہت بیان فرماتے اور اسی مہینے کی تیرھویں کو اپنے جدِ پدری کا عرس کرتے اور چوبیس تاریخ کو اپنے جدِ مادر کا عرس کرتے اور اس کے لئے باغ کے پلے ہوئے مرغ کی فرمائش کرتے۔ تیرھویں ذیقعدہ کو اپنی والدہ ماجدہ کا عرس کرتے اور پانچویں ذیحجہ کو اپنی بہن صاحبہ کا عرس کرتے اور پانچویں محرم کو حضرت شیخ فریدالحق والدین نور اللہ مرقدہٗ کا عرس اور دسویں یعنی عاشورہ کے دن حضرت سید الشہدا سیدنا امام حسین علیہ السلام کا عُرس کرتے اور آپ کی روح مقدس پر فاتحہ بھیجتے۔ آپ نے مدت عمر میں عرس اور دسترخوان کی ضیافتوں کو ناغہ نہ کیا نیز چہارشنبہ کو دن کے وقت حضرت مخدوم زادہ بزرگ کے روضۂ پاک پر تشریف لیجاتے، مخدوم زادہ کی قبر مبارک پر گشت کرتے اس کے بعد بیٹھ جاتے اور ختم قرآن کرتے۔ حضرت کے خادم قُل پڑھتے اس کے بعد بارہ کھمبے کی چھت کے نیچے جو حضرت مخدوم زادہ بزرگ کے پائنتی واقع ہے بیٹھ جاتے اور دسترخوان پر لوگوں کو کھانا تقسیم کرتے۔

حضور بندہ نواز قدس سرہٗ کی کراماتِ ظاہرہ و باہرہ

(۱) آپ بطنِ مادر میں بھی بر رتبۂ ولایت سے سرفراز تھے اس ضمن میں بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت مخدوم فرمایا کرتے تھے کہ جس زمانہ میں میں ماں کے پیٹ میں تھا میری بڑی بہن کا انتقال ہو گیا جس پر میری ماں شدت صدمہ سے بہت روئیں اور اسی گریہ و زاری کی حالت میں جب کہ لڑکی کی موت کا غم بڑھا تو آپ نے اپنے پیٹ پر دو ہتھڑ مارے اس وقت میری جو حالت ہوئی مجھے محسوس ہوئی تھی جب میری سمجھ کا زمانہ آیا اُس وقت بھی مجھے اس حالت کی یاد باقی تھی اور دودھ پینے کے زمانے اور بچپن میں جو واقعات مجھ پر گذرے تھے وہ احوال اور باتیں جوانی تک بلکہ ادھیڑ عمری تک میری نظر کے سامنے رہی تھیں اور فرماتے ہیں کہ دودھ پینے کے زمانے، بچپن اور جوانی کے قصّے میرے آئینۂ دل کے سامنے بالکل عیاں ہیں۔

(۲) بچپن کی ایک اہم کرامت کی توضیح

آپ طالب علمی کے دوران میں ایک سائل کے سوال کا جواب دینے کی فکر میں تھے کہ مسجد میں جس مردِ باکمال کے جمال و ادا کا مشاہدہ کیا تھا وہ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو وصال فرمانے کے بعد لباس ناسوت میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھنا تھا جس کی تفصیل پچھلے صفحات میں درج کی جا چکی ہے یہ واقعہ بھی آپ کے با کرامت ہونے پر دلالت کرتا ہے اس طرح کہ حضور محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی طرح ہیئت اور لباس میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھنا اور

فیض پانا بھی یقیناً کرامت ہے۔

آپ کی اس کرامت کے ذریعہ ربِ کریم نے ہمارے عقیدہ پر یہ بات واضح کر دی کہ خداوند قدوس اپنے بندوں کی ہدایت اور فیض رسانی کے لئے اپنے اولیاء اللہ کو واسطہ بناتا ہے۔ اس کرامت سے کئی نتائج ظاہر ہوئے ہیں کہ جب ایک بندہ کو ضرورت لاحق ہوئی تو پروردگار نے عالم برزخ میں اپنے ایک ولی کو مطلع فرمایا کہ وہ عالم ناسوت میں جا کر ایک مرد طالب کو فیض پہونچائیں چنانچہ وہ (حضور محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ) حضور بندہ نواز قدس سرہٗ کے سامنے نمودار ہو کر مسئلہ تعلیم فرماتے ہیں۔ اس سے اولیاء اللہ کی حیات جاوید اور ان کی فیض رسانی پر یقین بڑھ جاتا ہے یقیناً یہ حضور بندہ نواز کی بہت دور رس کرامت ہے اور منکرینِ فیضانِ ولایت کے لئے اک آئینہ ہے۔ اسی لئے بندگانِ خدا کی کثیر تعداد اولیاء اللہ سے فیضان پر یقین رکھتی ہے اور ان کی بعدِ وصال کرامتوں کے ظہور کو لھُم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا و فی الاٰخرۃ کا مصداق سمجھتی ہے۔

(۳) جب گلبرگہ شریف میں قیام فرمایا تو بادشاہِ وقت سلطان فیروز شاہ بہمنی نے حاضر خدمت ہو کر اپنے فرزند اکبر حسن شاہ کو ولیعہد مقرر ہونے کی دُعا کی درخواست کی تو فرمایا کہ اپنے فرزند کو ولیعہد بنا دینے کے بعد اب میری دُعا کا کیا محل ہے جب بادشاہ نے بار بار اصرار فرمایا اور کئی مرتبہ دُعا کی درخواست کی تو حضرت خواجہ نے اس راز کا انکشاف فرمایا کہ کارخانۂ قضاء و قدرت نے تاج شاہی کا حقدار تمہارے بھائی احمد شاہ بہمنی کو قرار دیا ہے اس جواب سے بادشاہ بے لطف اور کبیدہ خاطر ہو گیا مگر تھوڑے ہی عرصہ

کے بعد بادشاہ کو نوشتہ تقدیر پیش آیا اور دونوں بھائیوں میں چند بداندیش مصاحبوں کی وجہ سے مخالفت کی نوبت آگئی۔ اور جب عامۃ المخلوق اور فوج نے احمد شاہ کا ساتھ دیا تو فیروز شاہ نے بھی اپنے فرزند کو منازعت سے منع کر کے بشاشت کے ساتھ احمد شاہ کے سر پر تاج شاہی رکھا۔ احمد شاہ بھی نہایت تواضع اور انکساری سے اپنے بھائی کے ساتھ پیش آیا۔ اور اس طرح حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی صحیح ہوئی۔

۴۔ جب آپ دریائے گھاگرا پر تشریف لائے اتفاقاً دریا طغیانی پر تھا اور بہت سے مسافر کنارے پر موجود تھے کہ ایک کشتی میں ملاحوں نے بہت سے مسافروں کو سوار کیا ان میں ایک محتاج بھی بلا ادائے کرایہ بیٹھ گیا تھوڑی دور کشتی جانے کے بعد معلوم ہوا تو ملاحوں نے اس غریب کو دریا میں ڈھکیل دیا۔ اس کے غوطہ کھانے اور فریاد وواویلا کرنے پر حضرت خواجہ بندہ نواز کو اس پر رحم آگیا اور ایک شخص کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ جا فوراً دریا سے نکال لا' چنانچہ وہ بے دھڑک دریا میں کودا اور غریق کو نکال لایا جس کے بعد حضرت نے ازراہ شفقت اس کے سر پر اپنا دست مبارک بھی پھیرا کہ فی الفور وہ روشن ضمیر ہو گیا اور اس کے بعد کچھ دور چل کر یہ کشتی گرداب میں پھنس گئی اور بہت کوشش کے بعد اس مصیبت سے نکلی تو پھر اسی کنارے واپس آگئی جہاں سے نکلی تھی اور جب سب لوگ اس کشتی سے اتر گئے تو کشتی غرق ہو گئی۔ جو لوگ کنارے پر واپس آگئے تھے اون میں یہ تشویش پھیلی کہ دن تو اس مصیبت میں کٹا اور رات بھوکوں مرنا پڑے گا۔ اس حالت میں آپ نے اسی وقت اس غریب نظر یافتہ کو ہمراہ لیا اور دریا میں اترے۔ آپ کا

دریا میں قدم رکھنا تھا کہ دریا پایاب ہو گیا اس کرامت کو دیکھ کر سب مسافر پکار اُٹھے کہ یا ولی اللہ ہم کو بھی ہمراہ لیجئے ارشاد ہوا کہ غریب کے پیچھے پیچھے چلے آؤ چنانچہ تمام مسافر آپ کے طفیل سے نجات کے کنارے پر پہونچے۔

۵۔ حضرت کے گوالیار کے قیام کے دوران حضرت کے میزبان شیخ علاء الدین گوالیاری نے حضرت سے درخواست کی کہ وہ اُن کے بھائی مولانا شمس الدین کے لئے دُعا کریں کہ وہ بیماری سے نجات پائیں اور صحت یاب ہو جائیں۔ حضرت نے یہ سُن کر فرمایا کہ کل معلوم کرنا۔ دوسرے دن حضرت نے شیخ علاء الدین سے فرمایا کہ ان کے بھائی دس روز اور زندہ رہیں گے اس پر شیخ علاء الدین نے عرض کیا کہ ان کے ایمان کی سلامتی کی دُعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس قسم کی دُعا ان کے حق میں کرچکا ہوں۔ ٹھیک دس دن کے بعد مولانا شمس الدین کا انتقال ہو گیا۔ شیخ علاء الدین نے مراقبہ میں محسوس کیا کہ ان کے بھائی ان سے یہ کہہ رہے ہیں کہ "میرا بُرا حال ہوتا اگر مخدوم مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ سونپ دیتے۔"

(۶) دہلی میں قیام کے دوران مولانا حسین حضرت کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے لیکن ان کے داماد نے حضرت کا دامن پکڑنے سے انکار کر دیا۔ ایک دن جب مولانا حسین نے اصرار کیا تو وہ اپنے خُسر کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے دل میں یہ خیال گذرا کہ اگر حضرت اپنا پنکھا اور دستار انھیں عنایت فرما دیں تو وہ حضرت کے مرید ہو جائیں گے۔ حضرت کو یہ بات بذریعہ کشف معلوم ہوئی۔ حضرت نے ایک بازی گر کا قصہ اس طرح بیان کرنا شروع کیا کہ بغداد میں ایک بازیگر اپنے گدھے کے پٹی باندھ دیتا اور تماشہ دیکھنے

والوں سے کہتا تھا کہ ان میں سے کوئی کسی کی چیز چُرا لے اس کا گدھا چور کو پکڑ لے گا جب گدھے کی پٹی کھولی گئی تو گدھے نے سونگھا اور جو چور تھا اس کو پکڑ لیا۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ "کوئی شخص کرامت کا ظہور کرے تو اس گدھے کے برابر ٹھیرایا جاتا ہے اور اگر نہ کرے تو اس کو بے فیض سمجھتے ہیں۔"

اتنا فرما کر حضرت نے مولانا حسین کے داماد کو دستار اور پنکھا عنایت فرمایا۔ مولانا حسین کے داماد بہت متاثر ہوئے اور حضرت کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے (تبصرۃ المخلوقات وسیر محمدی)

(۷) ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ شیخ قطب الدین منور کے مہمان ہوئے رات کو حضرت ذکر و مراقبہ میں مشغول تھے کہ حضرت شیخ قطب الدین منور کے ایک خادم نے دیکھا کہ حضرت کے جسم کے تمام اعضاء الگ الگ پڑے ہوئے ہیں اس کو یہ خیال ہوا کہ حضرت کو کسی نے قتل کر دیا ہے وہ چلّایا تو لوگ جمع ہو گئے وہ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت قبلہ رُو بیٹھے ہوئے ہیں اور کوئی عضو بھی الگ الگ نہیں ہے (تبصرۃ المخلوقات)

۸) حضرت کو رویائے صادقہ میں تیمور کی آمد اور دہلی کی بربادی اور بدنظمی کا حال معلوم ہو گیا تھا چنانچہ حضرت نے لوگوں کو آنے والی مصیبت سے آگاہ کر دیا تھا۔ بہت سے لوگ اپنی جان بچا کر دہلی چھوڑ کر چلے گئے تھے آخر کار سنہ ۱۳۹۸ء میں تیمور نے ہندوستان پر حملہ کیا اور دہلی پہنچ کر ہزاروں کو تہ تیغ کیا۔ (شبستان ۱۹۷۸ء میں ڈاکٹر شادب کا مضمون ص۱۱)

ابھی چالیس سال قبل کی ایک کرامت کا ذکر۔

۹) اس آپ بیتی کرامت کے راوی محترم جناب مولوی احمد محی الدین صاحب

صابری موظف سپروائزر تعمیرات حال مقیم لال ٹیکری حیدرآباد ہیں۔
وہ فرماتے ہیں کہ ۱۹۴۹ء میں حضور بندہ نواز قدس سرہ العزیز کے عرس شریف میں شرکت کے لئے وہ اپنے ماموں جان مولوی قاضی محمد عبدالعزیز صاحب صابری متوطن کاماریڈی موظف یوڈی سی محکمہ مال اور مولوی سید غیاث الدین صاحب صابری بی اے صوفی منتظم صدر محاسبی ساکن ملے پلی حیدرآباد (جن کا وصال ابھی دو سال قبل ہوا ہے جو پچاس سال تک مسلسل حضور بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف میں شرکت کی سعادت حاصل کرتے رہے) وہ بھی ان کے ساتھ تھے اور یہ تینوں وابستگان دامن اپنے پیر کامل حضرت مولانا الحاج سید شاہ خواجہ قطب الدین احمد صاحب ہاشمی صابری نظامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عرس شریف میں شریک رہے (حضرت ہاشمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۹۵۵ء میں ہوا اور آپ کا مزار مبارک عارف نگر علاقہ میدک میں ہے) دوران شرکت عرس شریف ایک روز بعد نماز فجر حضرت پیر و مرشد قبلہ مزار مبارک کے مواجہہ شریف میں مراقب ہوئے اور اپنے وابستگان سے فرمایا کہ ۸ بجے مجھے اپنی طرف متوجہ کرنا چنانچہ تعمیل ارشاد میں جناب احمد محی الدین صاحب صابری عرف حاجی میاں اور جناب مولوی سید غیاث الدین صاحب صوفی دونوں حضرت قبلہ کے ارشاد کے بموجب حضرت کی خدمت میں پہونچے۔ ان دونوں پر نظر پڑتے ہی حضرت پیر و مرشد قبلہ نے از قسم برفی مٹھی بھر مٹھائی اپنے دست مبارک سے جناب احمد محی الدین صاحب صابری کے منہ میں ڈالی اور فرمایا کہ حضور بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مٹھائی تمہارے لئے دی ہے۔ ان کا بیان ہے یہ مٹھائی نہایت ہی شیریں اور غیر معمولی لذیذ تھی۔

واضح باد کہ خاصان خدا کی حیاتِ جاوید اور حکم خدا سے ان کی فیض رسانی اور مخلوق کے ساتھ ارتباط کی روشن دلیل یہ کرامات ہیں ۔ اس واقعاتی کرامت کی اہمیت اور حضور بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی پیش بینی کا اعتراف اس شکل میں سامنے آیا کہ اس واقعہ کے تیس ۳۰ چالیس ۴۰ سال بعد موصوف کو ذیابطیس کی شکایت لاحق ہوئی مگر اس مرض کے عام مریضوں کی طرح ان کے لئے یہ مرض تکلیف دہ اور نقصان دہ نہیں رہا ۔ اور وہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی عطا کی ہوئی مٹھائی کو اس مرض کی مدافعت اور ازالہ کی دوا سمجھتے رہے جس کے نتیجہ میں اب تک یہ شکر کی بنی ہوئی اشیاء استعمال کر رہے ہیں اور نقصان سے محفوظ ہیں ۔ اور صرف اتنی احتیاط کر رہے ہیں کہ اس مرض کے آغاز سے قبل میٹھی چیزیں کثرت سے استعمال کرتے تھے البتہ اب اس میں احتیاطاً بہت کمی کر دئیے ہیں مگر استعمال جاری ہے ۔ سمجھ میں یہی آتا ہے کہ بندہ نواز سرکار نے اس وجہ ان کو وہ مٹھائی عطا فرمائی تھی کہ مستقبل میں جب یہ ذیابطیس سے متاثر ہوں تو اس مرض کے اثر اور نقصان سے محفوظ رہیں ۔ یہ ہے میرے سرکار بندہ نواز علیہ الرحمۃ کی بعد وصال بھی فیض رسانی ۔ اے کاش اب بھی بدعقیدوں اور گستاخوں کی سمجھ میں یہ بات آتی ۔

(۱۰) حضور بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ایمان افروز کرامت جو شانِ ولایت کی فیض رسانی کی روشن دلیل ہے اور قیامت تک رہیگی ملاحظہ ہو ۔ بہ روایت حضرت خلد مقام غیاث القراء مولوی الحاج سید غیاث الدین صاحب صابری القادری صوفی رحمۃ اللہ علیہ و خلیفہ مجاز سلسلۂ عالیہ صابریہ و نظامیہ چشتیہ و قادریہ محترم المقام الحاج سید خواجہ معین الدین صاحب صابری ہاشمی مدظلہ العالی جن کے وجودِ مسعود سے

عارف نگر کا چمن سرسبز و شاداب ہے اور جن کے دامنِ نسبت سے ہزاروں مرد و خواتین اور نوجوان وابستہ ہیں جن کو اپنے پیر کامل علیہ الرحمۃ کے ساتھ سفرِ حج کی سعادت نصیب ہوئی اور پیرانِ عالی مقام کے آستانہ جات کی زیارت نصیب ہوئی۔ اور بالخصوص بندہ نواز علیہ الرحمۃ کے آستانۂ مبارک کی اس فیض رساں کرامت کی تفصیل یوں ہے:۔

"حضرت پیرو مرشد قطب العرفان سید شاہ خواجہ قطب الدین احمد صاحب ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار جب بندہ نواز قدس سرہٗ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اس وقت حضرت علیہ الرحمۃ کے ڈاڑھ میں درد کی تکلیف تھی۔ اس تکلیف کے ازالہ کے لئے عالتِ مراقبہ میں منجن کا یہ نسخہ دکنی اشعار میں عطا فرمایا جو درجِ ذیل ہے:۔

اشعار نسخۂ منجن

ہلتے سلتے جن کے دانت ٭ .... (دوسرا مصرعہ یاد نہ رہا)

جس کے مکھ میں آوے باس ٭ اس کی دارو سُن مجھ پاس

میل لوہے کا، ستو آسونٹھ ٭ کالی مرچی، گرداچوب

زیرہ، دھنیہ، سیندھالون ٭ بانس پلاس کی کاٹھیاں آن

رتھل، لونگ سب مل بھان ٭ خوب کوٹ کر کپڑچھان

جوں جوں لگاوے اُنے دُکھ ٭ تیرے مُکھ کا جاوے دُکھ

بندہ نواز کہتا ہے سُن ٭ یاد رکھے گا آوے گُن

تفصیل اجزائے منجن:۔ لونگ، زیرہ، سیندھا نمک، مازوپھل، بنلوچن (بانس کا دودھ) فلفل گرد (کالی مرچ) گرداچوب (ہلدی بیساری) ستو اسونٹھ دھنیا، پلاس پاپڑا، خبث الحدید (لوہے کا میل جو لوہا گرم کر کے پیٹے جاتے وقت نکلتا ہے)

اس نسخۂ منجن کے علاوہ حضور بندہ نواز علیہ الرحمۃ نے حضرت ہاشمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دو اور نسخے عطا فرمائے تھے اس ارشاد کے ساتھ کہ ہمارے آستانہ پر اس وقت دو اور مریض ہیں ایک ام الصبیان کا مریض لڑکا دوسرا مردانہ کمزوری کا مریض ہے ان کو یہ نسخے بتلا دینا۔

۱۔ مردانہ کمزوری کے مریض کے لئے ارشاد ہوا کہ گولر کی چھال سائے میں خشک کر کے کوٹ کر کپڑ چھان کر کے روزانہ ایک تولہ دودھ کے ساتھ یا پانی کے ساتھ نہار کھانا چاہیئے۔

۲۔ ام الصبیان کے مریض کے لئے ارشاد ہوا کہ مونگا سرخ باریک پیس کر ایک مٹی کی ہانڈی میں گھی گھوار (کلبندہ) چھلکا دور کر کے بچھا دیں۔ اس پر اجوائن باریک پیس کر پھیلا دیں اس اجوائن پر مونگے کا سفوف رکھ کر پھر اس پر اجوائن پسی ہوئی ڈالیں پھر اس پر گھی گھوار چھیلا ہوا رکھ کر ہانڈی کے اوپر ایک برتن رکھ کر اس پر کپڑا لپیٹ کر مٹی لگا دیں۔ ایک گڑھے میں اپلے رکھ کر ہانڈی ان اپلوں میں رکھ کر اوپر سے اور اپلے رکھ کر آگ لگا دیں جب آگ ٹھنڈی ہو جائے تو احتیاط سے ہانڈی کو نکال لیں۔ مونگے کا سفوف سفید کشتے کی شکل میں نکلے گا۔ ایک چاول کے برابر ماں کے دودھ میں بچے کو چٹا دیں۔

حضور بندہ نواز کے فرمودہ و عطا کردہ ان تینوں نسخوں کو تیار کروا کر حضرت پیر و مرشد ہاشمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے پاس رکھتے تھے اور اپنے پاس آنے والے مریضوں کو عطا فرماتے تھے حضور بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی بے شمار کرامتوں میں سے مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق مذکورہ کرامتیں ہی درج کی گئی ہیں حقیقت

تو یہ ہے کہ ساری زندگی میں اور وصال کے بعد سے آج تک ان کی کرامتوں کا فیضان جاری ہے اور لاکھوں عقیدت مند فیضیاب ہوتے جارہے ہیں ۔

حضور بندہ نواز علیہ الرحمۃ کا جاہ و مرتبہ (از خم خانۂ تصوف ص۱۷۳)

حضرت کی عظمت و بزرگی میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں آپ سیادت و علم و ولایت کے جامع تھے ۔ شان آپ کی اونچی ہے رتبہ بسیح ہے احوال قوی ہے مشرب وسیع ہے ہمت بلند ہے کلام عالی ہے مشائخ چشت میں آپ کا مشرب خاص ہے اور اسرار حقیقت کے بیان آپ کا طریقہ مخصوص ہے ۔ آپ کے لقب صدر الدین کی تفصیل اس طرح ہے کہ خواجہ احمد دبیر اور قاضی راجا کے دریافت کرنے پر حضرت نے ان بتایا کہ آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے مریدوں نے ان سے اس بات کی شکایت کی کہ وہ آپ کو یعنی حضرت سید محمد کو سب مریدوں پر فوقیت کیوں دیتے ہیں تو حضرت نصیر الدین چراغ دہلی نے فرمایا کہ اس بات کا جواب کل دوں گا ۔ سب مرید جب دوسرے دن جمع ہوئے تو انھوں نے مراقبہ میں دیکھا کہ آپ (حضرت سید محمد) عرش کے کنگروں کے پاس منڈلا رہے ہیں وہاں پر ایک محل ہے اور محل میں ایک تخت ہے تخت پر ایک نورانی صورت کے بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں اور اولیائے کرام کی روحیں جمع ہیں ۔ حضرت سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رونق افروز ہیں ۔ ملائکہ کے آواز دینے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو (حضرت سید محمد) کو طلب فرمایا اور تخت پر بیٹھنے کا حکم دیا ۔ آپ نے عرض کیا کہ یہ کیسے ممکن ہے اور ارواح تو نیچے بیٹھی ہوئی ہیں وہ اوپر کیسے بیٹھ جائیں ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے آپ کو بٹھایا اور فرمایا کہ :۔

"یہ میرا دین ہے"

اس واقعہ کے بعد سے آپ صدر الدین کے لقب سے مشہور ہوئے

(از تبصرہ۔ الخوارقات نقل نمبر ا)

۵ حضرت اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ ایک خط میں لکھتے ہیں کہ جب میں دیار دکن گیا تو میں سید محمد گیسو دراز سے ملا ان کو بہت ہی اعلیٰ مرتبہ والا پایا۔ انھوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں ۔

سفرِ آخرت

حضرت کی حیات طیبہ میں عوام وخواص آپ کے فیضان سے مستفید ہوتے رہے اور وصال کے بعد لاکھوں کی تعداد میں مزار مبارک پر حاضر ہو کر نذرانہ عقیدت پیش کرتے آرہے ہیں ۔

حضرت ایک عظیم الشان گنبد کے نیچے آرام فرما ہیں۔ حضرت کا مزار پختہ ہے جو احمد شاہ نے تعمیر کروایا ۔ احمد شاہ کو حضرت سے بے پناہ عقیدت تھی ۔ احمد شاہ ہی نے ایک عالیشان گنبد تعمیر کرایا ۔ یہ گنبد برصغیر ہند و پاکستان و بنگلہ دیش میں اپنی مثال آپ ہے ۔ اس گنبد کی تعمیر سلطان علاء الدین کے زمانہ میں ختم ہوئی اور ابراھیم قطب شاہ نے اس پر باہر کا گلابہ کروایا ۔

محمد عادل شاہ نے ۱۰۵۵ھ میں پرانا کلس نکلوا کر نیا کلس پیش کیا ۔ بیجاپور کے سپہ سالار افضل خان نے بھی نذرانۂ عقیدت پیش کیا ۔ اس نے پائین دروازہ ، بیرونی مسجد اور سرائے تعمیر کرائی شہنشاہ اورنگ زیب نے درگاہ کے اندر مسجد تعمیر کرائی اور حوض و حجرے بھی تعمیر کرائے ۔ حضرت کے قدموں کی برکت سے گلبرگہ کو

گلبرگہ نہیں کہتے بلکہ اس کا نام نہایت ادب و احترام سے لیتے ہیں۔
اس کو گلبرگہ شریف کہہ کر پکارتے ہیں۔ حضرت کے تصرفات نہاں
نہیں بلکہ آج بھی عیاں ہیں۔

وفات شریف

حضرت کی تاریخ وفات "مخدوم دین و دنیا" ہے۔
آپ ۱۶؍ ذیقعدہ ۸۲۵ھ ہجری کو وصال فرماگئے۔

حضرت خواجہ دکن بندہ نوازؒ کی اولاد مکرم

حضور بندہ نواز علیہ الرحمۃ والرضوان کے دو جلیل القدر صاحبزادے
تھے ایک حضرت سید شاہ حسین محمد حسنی الحسینی المعروف بہ
سید محمد اکبر حسینی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرت سید یوسف
المعروف بہ سید محمد اصغر حسینی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت سید محمد اکبر
حسینی رحمۃ اللہ علیہ کامل و جلیل القدر ولی تھے۔ خود حضور بندہ
نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔
محمد اکبر سا صوفی میں نے کسی کو نہیں پایا اور نہ کوئی مرید اپنے
پیر سے بہتر ہوا الّا دو شخص۔
ایک حضور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے
سید محمد اکبر رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت سید محمد اکبر حسینی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵؍
ماہ ربیع الآخر ۸۱۲ھ میں وصال فرماگئے۔
حضور بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے غسل دیا

اور والدہ ماجدہ قدس سرہا کے بازو دفن فرمایا۔

حضور بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ سید محمد اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے عرش کے نیچے سات شخص پہرہ دے رہے ہیں ان میں سے ایک سید محمد اکبرؒ بھی ہیں۔ اور بارگاہ سروری کی دربانی حضور مولائے کائنات فرماتے ہیں۔ وہاں سید محمد اکبرؒ خدمتِ فراشی میں متعین ہیں۔ (سیر گلبرگہ وارمغانِ سلطانی) آپ نہایت عالم و فاضل تھے۔ آپ نے کئی ایک کتب تصنیف فرمائی ہیں ان میں "جوامع الکلم" بہت مشہور ہے۔

حضور خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ مکرم میں کئی جلیل القدر اولیاء اللہ ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں محترم جناب سید شاہ علی اکبر محمد محمد الحسینی البرقی المعروف حسینی جاوید صاحب سب ایڈیٹر روزنامہ رہنمائے دکن تحقیق اور حصول تفصیلات کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ انشاء اللہ اس کے نتیجہ میں ایک کتاب مینارۂ نور بن کر ہماری عقیدت کو روشنی عطا کرے گی۔ موصوف کی اس کاوش سے استفادہ کرتے ہوئے حضور علیہ الرحمۃ والرضوان کی اولاد مکرم میں مشہور زماں اولیائے کرام میں سے اکثر کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ حضرت ابوالفیض مِن اللہ محمد محمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ بیدر میں مرجع خلائق ہیں۔

۲۔ حضرت سید شاہ قبول اللہ محمد محمد الحسینی مسجود البرق رحمۃ اللہ علیہ جن کی ذات گرامی کا طواف بجلی نے کیا تھا جس کی بناء پر آپ مسجود البرق

اور آپ کی اولاد برقی سلسلہ والی کہلاتی ہے ۔ آپ کا مزار شریف موضع چندیہ (نزد شنکر پلی ریلوے اسٹیشن) ایک پہاڑی پر ہے جس کو گاؤں والے قبول اللہ پہاڑی بھی کہتے ہیں ۔

۳ ۔ حضرت سید شاہ معین الدین محمد محمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ المعروف صاحب حسینی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ۔ آپ کا وصال ۱۶ ذیقعدہ ۱۲۱۷ھ ہے ۔

۴ ۔ حضرت سید شاہ علی اکبر محمد محمد الحسینی البرقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت صاحب حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مکرم ہیں ۔

۵ ۔ حضرت سید شاہ اسد اللہ محمد محمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ علی اکبر محمد محمد الحسینی البرقی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین ہیں اور اپنے وقت کے جید عالم گذرے ہیں ۔ نود برس کی عمر پائی ۔ مزارِ مبارک آلور میں ہے ۔

ان کے علاوہ حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں جو بزرگ حیدر آباد اور آس پاس کے علاقوں میں آرام فرما ہیں ۔ ان میں چند کے نام یہ ہیں :۔

۱ ۔ حضرت حسین شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ
آپ کا آستانہ ٹولی چوکی علاقہ میں ہے ۔

۲ ۔ حضرت مخدوم سالار چشتی رحمۃ اللہ علیہ لال دروازہ کے قریب آپ کا مزار ہے ۔

۳ ۔ حضرت سید شاہ علی عباس محمد محمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ
حسینی علم میں آپ کا مزار ہے ۔

۴ ۔ حضرت شاہ راجو حسینی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا مزار مبارک غازی بنڈہ میں ہے جس کے موجودہ سجادے شاہ محمد راجو حسینی ثانی ہیں ۔

۵ ۔ بقول روایت ورثاء حضرت سید شاہ مخدوم حسینی رحمۃ اللہ علیہ المعروف برہنہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ موضع ایچرانی میں آرام فرما ہیں ۔ ہر سال ۱۵ / صفر کو عرس بڑے اہتمام سے ہوتا ہے موجودہ سجادے اور متولی حضرت محمد پاشاہ صاحب بندہ نوازی برادر حضرت سید شاہ نعیم الدین حسینی بندہ نوازیؒ ہیں آپ کی زندہ کرامت کا ایک مظہر چشمہ ایچرانی میں مشہور ہے ۔

حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر سجادگان میں موجودہ سجادے حضرت سید شاہ محمد محمد الحسینی المعروف حضرت خواجہ پاشاہ صاحب دامت برکاتہم بندہ نوازی فیوض و برکات کا سرچشمہ اور ہر حلقہ عوام میں شہرت تمام کے حامل ہیں ۔ آپ کی شخصی دلچسپی اور ایثار کے نتیجہ میں ہونہاران ملت کے لئے تعلیمی میدان میں سرخروئی اور سرفرازی حاصل کرنے کے شاندار اور دور رس فوائد حاصل ہوئے ہیں ۔ ان متعدد تعلیمی اداروں میں سب سے اہم ادارہ خواجہ بندہ نواز انجینئرنگ کالج ہے جس سے سینکڑوں مسلم انجینئر پیدا ہوئے ہیں ۔ امید ہے کہ مستقبل قریب میں میڈیکل کالج کا قیام بھی عمل میں آئے گا جس کے لئے سجادہ صاحب سرگرم مساعی ہیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدِ پروردگارِ عالی

مرے مالک بڑا تیرا کرم ہے ــــ کہ دل میں الفتِ شمعِ حرم ہے

تری جود و عطا پر جی رہا ہوں ــــ اسی سے ہر جگہ میرا بھرم ہے

ترے احسان کو اور خود کو دیکھا ــــ بڑی شرمندگی ہے چشم نم ہے

کوئی گوشہ کہاں خالی ہے تجھ سے ــــ عرب تیرا ہے اور تیرا عجم ہے

خدائی تیری غالب رہنے والی ــــ کہاں فرعون! دارا ہے نہ جم ہے

خطا اور جرم و غفلت میری عادت ــــ ترا مجھ پر مگر لطف و کرم ہے

یہی دولت یہی مشکل کشا ہے ــــ زباں پر نام تیرا دمبدم ہے

ترے محبوب کی الفت ہے دل میں ــــ مگر یہ سر ترے آگے ہی خم ہے

ترے ولیوں کا دامن ہاتھ آیا ــــ زہے قسمت کہ دولت کب یہ کم ہے

تری توفیق پر اترا رہا ہوں ــــ یہ حمد و نعت ہے میرا قلم ہے

زیارت کے کوئی اسباب کر دے

ترا بندہ یہ ثاقب بے درم ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعت شریف

ان کا اگر نہ عشق ہو ساز بجا کر کیا کروں
ان کا اگر نہ طوق ہو کعبے میں جا کے کیا کروں

قلب و نظر میں ہے مرے ان کے جمال کی ضیاء
حاصل ہے جب یہ روشنی شمع جلا کے کیا کروں

صورتِ حق میں جلوہ گر زینتِ عرش ہیں حضور
ان کا جمال دیکھ کر طور پہ جا کے کیا کروں

جبرئیل جانتے نہیں اس عبد کی حقیقتیں
ان کا مقام اور ہے سدرہ پہ جا کے کیا کروں

چاند بھی ان پہ ہے فدا تارے بھی ان پہ ہیں نثار
ان کے سوا کسی کو میں دل میں بٹھا کے کیا کروں

جن کے دلِ وجود میں عشق کی روشنی نہیں
فیضانِ احمدی کے میں نغمے سنا کے کیا کروں

اُن کے حسیں جمال نے دل کو حسیں بنا دیا
تاریک ذہن والوں کو یہ دل دکھا کے کیا کروں

جب بھی نماز پڑھ لیا معراج کا مزہ ملا
احسانِ مصطفیٰ ہے یہ اس کو بھلا کے کیا کروں

خانۂ دل میں آ کے وہ رہنے لگیں تو بات ہے
جلوۂ یار کے بغیر اس کو سجا کے کیا کروں

دامنِ یار کے طفیل ثاقب یہ راز کھل گیا
سامنے وہ اگر نہ ہوں سجدے لٹا کے کیا کروں

۷۸۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منقبت حضور بندہ نواز قدس سرہ العزیز

مجھ گدا کا مدعا ہیں حضرتِ بندہ نواز
میرے ارماں کی جلا ہیں حضرتِ بندہ نواز

نازنینِ مصطفےٰ ہیں حضرتِ بندہ نواز
وارثِ مشکل کشا ہیں حضرتِ بندہ نواز

حسنِ باغِ فاطمہ ہیں حضرتِ بندہ نواز
دلبرِ خواجہ پیا ہیں حضرتِ بندہ نواز

شانِ محبوبِ الٰہی، عظمتِ روشن چراغ
اک قمر اسلام کا ہیں حضرتِ بندہ نواز

چشتیوں کا اوج ہیں باغِ طریقت کی بہار
اک نظامی دلربا ہیں حضرتِ بندہ نواز

قادریوں کو خوشی ہے صابریوں کو ہے ناز
رحمتوں کی وہ ردا ہیں حضرتِ بندہ نواز

ان کے فیضِ عام سے سارا دکن سرشار ہے
بیکسوں کا آسرا ہیں حضرتِ بندہ نواز

جس جگہ شاہوں کی جھکتی ہے جبیں دریا ہے
مظہرِ نورِ خدا ہیں حضرتِ بندہ نواز

اپنی کشتی کو کسی طوفان کی پروا نہیں
جب ہمارے ناخدا ہیں حضرتِ بندہ نواز

اپنی امیدوں کا گلشن آج تک شاداب ہے
مہربانِ پُر عطا ہیں حضرتِ بندہ نواز

اپنا کچھ صدقہ عطا ہو دامنِ مقصود میں
صاحبِ جود و سخا ہیں حضرتِ بندہ نواز

اُن کی مدحت لکھ کے ثاقب شاد ہے پُرناز ہے
تاجدارِ اصفیا ہیں حضرتِ بندہ نواز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منقبت

تمہارے دم سے دکن کی زمیں ہے رشکِ قمر
نصیرِ دین کے نور چراغ نورِ نظر

ہر ایک درد کا درماں تمہاری ایک نظر
سکونِ قلبِ حزیں بھی قرارِ دردِ جگر

وفورِ شوق میں ہر دل ہے سجدہ ریز یہاں
نظارا کرتے ہیں دن رات اس کا شمس و قمر

تمہارے در کی غلامی پہ نازش ہو نہ کیوں
تمہارے چاہنے والوں کو ہے لعل گہر

نظر کو اوج ملا روح کو سرور ملا
تمہارا روضہ ہے کتنا بلند اور برتر

درِ حبیبؐ بھی دکھلائیے اس عاصی کو
درِ رسولؐ سے وابستہ ہے تمہارا در

تمہاری نسبتِ عالی پہ ہم ہیں اترائے
ہیں آفتاب سے مربوط ذرۂ کمتر

حضورِ شاہِ دکن التجا ہے ثاقب کی
ہو اپنے بندہ پہ بندہ نواز ایک نظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منقبت

میرے سرکار بندہ نواز ہیں
میری بگڑی کے وہ کارساز ہیں

ان کے دربارِ عالی کے ہم ہیں گدا
بھیک سے ان کی ہم سرفراز ہیں

پیار کا اپنے مرہم عطا کیجئے
فکر سے رنج سے دل گداز ہیں

اپنی قسمت پہ اتراؤں ہے یہ بجا
مہرباں مجھ پہ گیسو دراز ہیں

ان کے جود و کرم پر ہے میری نظر
اپنے مہماں کے وہ دلنواز ہیں

اپنے دامن کی کوتاہی کو کیا کروں
اُن کے دستِ کرم تو دراز ہیں

سیرِ افلاک ثاقب مقدر ہے
میرے سرکار تو شاہباز ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منقبت

صاحبِ جود و کرم بندہ نواز
واصلِ نورِ قدم بندہ نواز

نازنینِ فاطمہ آلِ رسول
ابنِ مولودِ حرم بندہ نواز

آپ پہ نازاں ولایت کی بنا
مظہرِ خیر الامم بندہ نواز

دولتِ نسبت پہ اتراتے ہیں ہم
اس سے اپنا ہے بھرم بندہ نواز

آپ سے روشن دکن کی ہے فضا
جلوہء شمعِ حرم بندہ نواز

آپ اگر نظروں میں ہوں جلوہ فروز
پھر کہاں رنج والم بندہ نواز

سجدہ گاہ ہم غلامانِ ازل
آپ کے نقشِ قدم بندہ نواز

سرفرازی کا یہی اک راز ہے
ہے لبوں پر دمبدم بندہ نواز

اپنے ثاقب پر رہے ہر حال میں
آپ کی چشمِ کرم بندہ نواز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منقبت

آپ ہیں نورِ نگاہِ مصطفیٰ بندہ نواز
آپ کے در کا ہوں میں ادنیٰ گدا بندہ نواز

ہیں علیؑ بھی اور نبیؐ بھی اور خدا بھی آپ کے
ہے کہاں تک آپ کا یہ سلسلہ بندہ نواز

واصلوں کے پیشوا ہیں عارفوں کے مدعا
ہیں خدا کی معرفت کے رہنما بندہ نواز

آپ محبوبِ خدا ہیں آپ ہیں بندہ نواز
آپ پر نازاں ہیں سارے اولیا بندہ نواز

منزلِ خلدِ بریں ہے اب نظر کے سامنے
آپ کے در سے چلا ہے راستہ بندہ نواز

اپنی کشتی کو کسی طوفان کا ڈر ہی نہیں
جب ہمارے مہرباں ہیں ناخدا بندہ نواز

میری جھولی میں سمٹ کر آ گیا ہے مدعا
جب کبھی اٹھے مرے دستِ دعا بندہ نواز

دور ہیں اسبابِ دنیا پھر بھی میں ہوں اک غنی
طوقِ نسبت جب ہے سرمایہ مرا بندہ نواز

دست بستہ آ گئی ہے سرفرازی میرے پاس
جب سے یہ سر آپ کے در پر جھکا بندہ نواز

ناز ثاقب کر رہا ہے کچھ عجب انداز سے
بن گیا ہے جب سے بندہ آپ کا بندہ نواز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منقبت بشانِ بندہ نواز قدس سرہٗ

شانِ علی بندہ نواز — نورِ نبیؐ بندہ نواز
دل کی لگی بندہ نواز — میری خوشی بندہ نواز
آپ قمر تارے سے ولی — بزم سجی بندہ نواز
اور دکن میں کون ہے — تم سا ولی بندہ نواز
شانِ کرامت دیکھی ہے — در پہ کھڑی بندہ نواز
دیکھوں رُخِ حق آئینہ — ایک گھڑی بندہ نواز
قلب و نظر بیتاب ہیں — آئیں کبھی بندہ نواز
نام لیا تو کھل گئی — دل کی کلی بندہ نواز
در پہ بنی زہرہ جبیں — جب یہ جھکی بندہ نواز
نظرِ کرم اک آپ کی — ساتھ رہی بندہ نواز

میری ہمیشہ آپ سے بگڑی بنی بندہ نواز
آپ مرے سرکار ہیں کیا ہے کمی بندہ نواز
میرے لئے ہے آپ کی چارہ گری بندہ نواز
مجھ کو دکھا دینا کبھی اُن کی گلی بندہ نواز
جھولی مُرادوں کی بھرو آپ سخی بندہ نواز
رکھئے سدا ثاقبؔ کی آپ کِشت ہری بندہ نواز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تضمین برشعر

نیست کعبہ در دکن جز درگہ گیسودراز
بادشاہ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

یہ مشہور شعر اکثر و معتبر روایات کے بموجب حضرت عالمگیر اورنگ زیب علیہ الرحمہ سے منسوب ہے جو انھوں نے حضور بندہ نواز علیہ الرحمہ کی شان میں نذر کیا تھا۔

نورِ چشم مصطفےٰ ہیں حضرت بندہ نواز
والدِ مشکل کشا ہیں حضرت بندہ نواز
لختِ قلبِ فاطمہ ہیں حضرت بندہ نواز
دلبرِ خواجہ پیا ہیں حضرت بندہ نواز
نیست کعبہ در دکن جز درگہ گیسودراز
بادشاہ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

سرورِ عالم کی عترت حضرتِ بندہ نواز
سر سے پا تک لطف و رحمت حضرت بندہ نواز
رونقِ باغِ سیادت حضرت بندہ نواز
ہیں بحق شانِ ولایت حضرت بندہ نواز
نیست کعبہ در دکن جز درگہ بندہ نواز
بادشاہ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

آپ محبوبِ الٰہی شاہِ دیں کے ناز ہیں
خواجۂ اعظم چراغِ دہلوی کے ناز ہیں
بلکہ جملہ اولیائے کاملیں کے ناز ہیں
سب سے بڑھ کر رحمۃ اللعالمین کے ناز ہیں

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

آپ ہیں مینارِ عظمت حضرت بندہ نواز
ہیں مجسم شانِ قدرت حضرت بندہ نواز
ہر زمانے کی ضرورت حضرت بندہ نواز
آپ ہیں رحمت ہی رحمت حضرت بندہ نواز

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

آپ ہیں چشم و چراغ وصولتِ میرِ حجاز
ہے عیاں سب پر مقامِ حضرت بندہ نواز
آپ کے در پر جھکا جو ہو گیا وہ سرفراز
آپ کے در کی غلامی پر شہنشاہوں کو ناز

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

چشتیہ فیضان سے ہے عظمتِ گیسو دراز
شوکتِ خواجہ ہے وجہ شوکتِ گیسو دراز
عظمتِ حضرت علیؓ ہے عظمتِ گیسو دراز
دامنِ حسنینؓ سے ہے نسبتِ گیسو دراز

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

مشعلِ حق کی ضیاء ہیں حضرتِ بندہ نواز
عارفوں کے دلربا ہیں حضرتِ بندہ نواز
رہنما ہیں ناخدا ہیں حضرتِ بندہ نواز
باکرامت سربیا ہیں حضرتِ بندہ نواز

نیست کعبہ در دکن جُز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

آپ ہی ہیں فیضیابِ حضرتِ روشن چراغ
آپ کے حصہ میں آئی عظمتِ روشن چراغ
پھول بن کر رنگ لائی الفتِ روشن چراغ
نور بن کر مسکرائی نسبتِ روشن چراغ

نیست کعبہ در دکن جُز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

شہ نصیر الدین چراغ دہلوی ہوں جن کے پیر
ہاں یقیناً ہوں گے وہ ملکِ ولایت کے امیر
اُن کی صحبت سے ہر اک ہو جائے گا روشن ضمیر
اور چمکا دے گا یہ اور اُن کو بھی بدرِ منیر

نیست کعبہ در دکن جز در گہ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

پیر کی الفت میں خواجہ بن گئے گیسو دراز
غرق ہو کر عشقِ مرشد میں سے پایا امتیاز
ساری دُنیا میں ہوئے یوں سربلند و سرفراز
رب کے بندے کہہ رہے ہیں آپ کو بندہ نواز

نیست کعبہ در دکن جز در گہ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

پیر کے وہ تین بوسے جو گئے ہیں وجہِ ناز
کھل گئے ہیں آپ پر سب عالمِ عرفاں کے راز
پیر کی الفت سے بخشا آپ کو وہ امتیاز
بن گئے سلطانِ دکن حضرت بندہ نواز

نیست کعبہ در دکن جز در گہ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

اِن کے آگے کھل گئے ہیں آج سب باطن کے راز
رتبۂ عالی پہ کرتی ہے ولایت فخر و ناز
ہو گئے اللہ اکبر اس طرح وہ سرفراز
تا ابد بجتا رہے گا آپ کی عظمت کا ساز

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

آپ کے گھر کے لیے تھے سب ولایت کے گہر
جن کے پہلو میں رواں ہوتے تھے دریا اِدھر
تھے یداللہ سے مخاطب آپ کے نورِ نظر
آپ کے اطراف ہیں اسلام کے روشن قمر

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

مژدۂ بشریٰ ہم ان کے لئے ہے وجہِ ناز
اس جہاں میں ہو گیا عشقی ہیں یہ سرفراز
حق تعالیٰ نے انہیں بخشا ہے اعلیٰ امتیاز
بندۂ حق ہو کے ہم بندے کے ہیں بندہ نواز

شہ نصیر الدین نے ان کو کہا گیسو دراز
اور بندوں نے لقب ان کو دیا بندہ نواز
ہے بجا ان نعمتوں پر یہ کریں تنہا بھی ناز
سرفراز ہو کر کیا سارے جہاں کو سرفراز

نیست کعبہ در دکن جز درگہ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

حامل اسرار حیدر حضرتِ بندہ نواز
معرفت کا اک سمندر حضرت بندہ نواز
نور کا مینار انور حضرتِ بندہ نواز
راہِ حق کے خاص رہبر حضرت بندہ نواز

نیست کعبہ در دکن جز درگہ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

بندہ پرور نے بنایا ہے انھیں بندہ نواز
ہے لقب بھی ان کا پیارا حضرت گیسو دراز
شخصیت پر ان کی سارے اہلِ عرفاں کو ہے ناز
سب کے یہ حاجت روا ہیں سب کے ہیں یہ کارساز

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

سیرت ان کی دلربا تو صورت ان کی دلنوازؔ

اولیاء سے ان کا ہوتا رہتا ہے راز و نیازؔ

خسروِ علمِ لدنی ان کے آگے ہے ایازؔ

ان کے در پہ ہوتی ہے عشق و محبت کی نمازؔ

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو درازؔ

بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نوازؔ

قادرِ مطلق کی قدرت کا کھلا ہے جن سے رازؔ

اُن کی اس بندہ نوازی پر کروڑوں کو ہے نازؔ

ہم کو قسمت سے ملا ہے یہ درِ بندہ نوازؔ

سب یہ کہتے ہیں کہ بیشک یاں درِ رحمت ہے بازؔ

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو درازؔ

بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نوازؔ

اپنی دولت اور ثروت نسبتِ گیسو درازؔ

اپنے دل کی روشنی ہے الفتِ گیسو درازؔ

اپنی آنکھوں کی ہے زینت تربتِ گیسو درازؔ

اپنے دل میں جاگزیں ہے عظمتِ گیسو درازؔ

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو درازؔ

بادشاہِ دین و دُنیا تا ابد بندہ نوازؔ

آپ کے نقشِ قدم پر ہے جبینِ دل کو ناز
آپ کی چشمِ بصیرت پر عیاں ہے میرا راز
آرزو ہے عمر ہو میری غلامی کی دراز
آپ محمودِ سعادت اور میں بندہ ایاز

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دُنیا تا ابد بندہ نواز

عشق کی چنگاریوں سے ہو گیا ہے دِلگداز
حال پر میرے خدارا اِک نگاہِ دلنواز
زندگی اور سرفرازی نے یہ کھولا مجھ پہ راز
بج رہا ہے آپ ہی سے میری ہستی کا یہ ساز

نیست کعبہ در دکن جُز درگہِ گیسو دراز
بادشاہ دِین و دُنیا تا ابد بندہ نواز

آپ ہیں لاریب دلبندِ شہنشاہِ حجاز
آپ کی چشمِ کرم لطف و عطا ہے وجہِ ناز
نازنینِ نور کے فیضان سے ہو سرفراز
سنگِ در پیر آپ کے ہے بادشاہوں کو بھی ناز

نیست کعبہ در دکن جُز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دُنیا تا ابد بندہ نواز

آپ کے حسنِ عقیدت میں ہوئے ہیں سرفراز
ہے متاعِ دین و دُنیا آپ کی نذر و نیاز
روضۂ انور ہے بیشک کعبۂ اہلِ نیاز
جو ادا کرتے ہیں اس جا اپنی نظروں کی نماز
نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دُنیا تا ابد بندہ نواز

کون ہے تم سا دکن میں اے ولی بندہ نواز
تم گلِ باغِ حسینی ہے چمن کو جس پہ ناز
فکر کی ملجا و ماوی آپ کی زلفِ دراز
پیش کرتا ہوں یہ مدحت میں بصد عجز و نیاز
نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دُنیا تا ابد بندہ نواز

آپ کا وہ گلستاں ہے گلستاں بندہ نواز
بھول کر آتی نہیں جس جا خزاں بندہ نواز
آپ کے جن و ملک بھی مدح خواں بندہ نواز
بالیقیں ہیں رحمتوں کا سائباں بندہ نواز
نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دُنیا تا ابد بندہ نواز

آپ کو اللہ نے بخشا ہے وہ اونچا مقام

آپ کے زیر نگیں آیا ہے تکوینی نظام

آپ پہ نازاں ہوا ہے سلسلۂ حضرت نظام

بن گئے دکن میں بیشک آپ ولیوں کے امام

نیست کعبہ در دکن جز درگہ گیسو دراز

بادشاہِ دین و دُنیا تا ابد بندہ نواز

سرفرازی آپ سے ہے کج کلاہی آپ سے

شان و شوکت جاہ و حشمت ہے ہماری آپ سے

نخلِ ایماں کی ہے ساری آبیاری آپ سے

سارا عالم پا رہا ہے رہنمائی آپ سے

نیست کعبہ در دکن جز درگہ گیسو دراز

بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

میرے آقا آپ کی نسبت پہ ہم کرتے ہیں ناز

آپ کی چشمِ کرم سے ہیں ہر اک جا سرفراز

ہے ہماری کامرانی کا یہی در اصل راز

آپ کا دامن ہے بیشک دامنِ میرِ حجاز

نیست کعبہ در دکن جز درگہ گیسو دراز

بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

شکر ہے فکر و عمل پر آپ ہی کا راج ہے
یہ مرے قلب و نظر احساس کی معراج ہے
گو جہاں میں ہر طرف ناسازگاری آج ہے
آپ کی چشمِ عنایت سے ہماری لاج ہے

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

آپ کی نسبت سے مل جائے گی ہم کو بھی بہشت
سربلند ہیں آپ سے وابستگی پر اہلِ چشت
ہے غلامی آپ کی روزِ ازل سے در سرشت
آپ سے سرسبز اور شاداب ارمانوں کی کشت

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دُنیا تا ابد بندہ نواز

اولیاء کے قافلہ سالار ہیں بندہ نواز
فی الحقیقت نور کا مینار ہیں بندہ نواز
شاہبازِ لامکاں سردار ہیں بندہ نواز
مختصر یہ مرکزِ انوار ہیں بندہ نواز

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دُنیا تا ابد بندہ نواز

حبِ اہلِ بیت میں ممتاز ہیں بندہ نواز
شان میں اصحاب کی ہیں بادب باصد نیاز
جن کو اہلِ بیت سے الفت ہے ہیں وہ سرفراز
ہاں اسی نسبت سے یہ بندہ ہوئے بندہ نواز

نیست کعبہ در دکن جز درگہ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

آپ کو حاصل ہوا سب اولیا میں امتیاز
آپ دنیائے سخن کے بھی مکرّم شاہباز
آپ کو حق نے بنایا بیکسوں کے کارساز
آپ کے در پر جو آیا ہو گیا وہ سرفراز

نیست کعبہ در دکن جز درگہ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

یکصد و پنج ان کی تصنیفات ہیں سب مایہ ناز
صوفیوں کی فکر کو جن سے ملا ہے اک فراز
ہیں یہ تصنیفاتِ خواجہ دلگداز و دلنواز
بن گئے ہیں حشر تک یہ شمعِ انوارِ حجاز

نیست کعبہ در دکن جز درگہ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دُنیا تا ابد بندہ نواز

آئے ہیں ہم آپ کی دہلیز پہ بندہ نواز
بیکسوں کے حال پر کیجئے نظر بندہ نواز
مانگتی ہے آپ سے یہ چشمِ تر بندہ نواز
آپ کی چشمِ عنایت ہو ادھر بندہ نواز

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

آپ کی جانب نظر ہے اور دامن ہے دراز
ڈال دیجئے اس میں آقا صدقۂ میر حجاز
آپ کے لطف و کرم پر ساری دنیا کو ہے ناز
میں تو بندہ آپ کا اور آپ ہیں بندہ نواز

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

آپ داتاؤں کے داتا میں فقیر ابنِ فقیر
فکر ہے کہ ہو نہ جاؤں اہلِ دنیا میں حقیر
دستگیری کیجئے میری امیر ابنِ امیر
وہ عطا ہو جائے حاصل جس کی ہو جائے نظیر

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

مرحبا سید محمد نائب گیسو دراز
آپ ہیں مانند انجم اور قمر بندہ نواز
ان مدارس، ان اداروں اور کالج پر ہے ناز
اصل میں ہیں آپ کی بندہ نوازی کے یہ ساز

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

یا الٰہی تا قیامت یہ رہیں گردن فراز
ہم دعا کرتے ہیں یہ ہر وقت بادستِ دراز
واقعی ہیں آپ سچے جانشین شاہباز
آپ سے وابستگی پر ہے بجا ہم کو بھی ناز

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

آپ کے لطف و عطا پر برملا ہے سب کو ناز
اہلِ چشت ہیں اس دکن میں آپ ہی سے سرفراز
صرف ثاقب ہی نہیں دربار میں محوِ نیاز
کر رہی ہے ساری دنیا اپنے دامن کو دراز

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

باسمہ تعالیٰ

تزئینِ نو کے بعد مزار پر انوار کے اندرونی تجلی کی ترجمانی شعر کی زبانی

۱۴۱۳ھ عرس شریف کے موقع پر

آپ کا ایوانِ عالی رشکِ جنت پُربہا — اس دکن کی سرزمیں پر نورِ وحدت کا نشاں

نور افزا ہے مقدس گنبدِ حسنِ ضیا — خُلد کی منزل تلک جاتی ہے یاں سے [illegible]

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز

بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

روضۂ انور کا ہے ماحول کتنا پُرفضا — اس کا ہر حصہ ہے جنت کی طرح سے جاں فزا

روح کی آنکھوں میں ہے اس کا نظارا دلربا — بن گئی ہے شامیانہ اس پہ رحمت کی ردا

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز

بادشاہِ دین و دُنیا تا ابد بندہ نواز

روضۂ انور سے نظروں کو ملا ہے اک خمار — روح کو سرشاریاں دل کو ملا حُسنِ قرار

خود فدا ہوتی ہے اس پر دونوں عالم کی بہار — خلد کو شرما رہا ہے آپ کا حُسنِ مزار

نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز

بادشاہِ دین و دُنیا تا ابد بندہ نواز

دل مرا کرتا ہے سجدہ روح کرتی ہے طواف عشق کا آئینہ اس کی دید سے ہوتا ہے صاف

میں کہاں تعریف کر سکتا ہوں جرأت ہو معاف یاں ملک خود کرتے ہیں ان عظمتوں کا اعتراف

نیست کعبہ در دکن جز در گہ گیسو دراز

بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

ثاقب صابری عفی عنہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

سلام بحضور خواجۂ دکن حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

میرے بندہ نواز تم پہ لاکھوں سلام

بادشاہِ زمیں و زماں آپ ہیں — واصلِ خسروِ لامکاں آپ ہیں

دین کے رہنما پاسباں آپ ہیں — رب کی مخلوق پر مہرباں آپ ہیں

میرے بندہ نواز تم پہ لاکھوں سلام

افتخارِ جمیع واصلاں آپ ہیں — نازنیں دلبرِ عارفاں آپ ہیں

گلشنِ دین کے باغباں آپ ہیں — رب کی رحمت کا اک سائباں آپ ہیں

میرے بندہ نواز تم پہ لاکھوں سلام

جانِ رحمت کے نورِ نظر آپ ہیں — رحمتِ شانِ حق سر بسر آپ ہیں

اس دکن میں ہماری سپر آپ ہیں — کوئی ہمدم نہیں ہے مگر آپ ہیں

میرے بندہ نواز تم پہ لاکھوں سلام

راہِ حق کے حسیں رہنما آپ ہیں — منبعِ لطف و جود و عطا آپ ہیں

رشکِ نورِ قمر دلربا آپ ہیں — مرحبا نازِ خواجہ پیا آپ ہیں

میرے بندہ نواز تم پہ لاکھوں سلام

دلبر [illegible] آپ [illegible] کریں سب [illegible]
میرے آقا خسرو [illegible] آپ [illegible] کی خوشی

میرے بندہ نواز تم پہ لاکھوں سلام

آپ گیسو دراز آپ بندہ نواز — آپ سرکار ہیں اور ہم [illegible]
آپ پر سب امیروں غریبوں کو ناز — آپ کے در پہ دامن ہیں سب

میرے بندہ نواز تم پہ لاکھوں سلام

آپ حضرت نظامؒ دہلوی کا ناز — آپ ہیں سارے پیران چشتی
عارفوں کی حسین کج کلاہی کا ناز — واصلوں کی عجب خوش نصیبی

میرے بندہ نواز تم پہ لاکھوں سلام

ہم غلاموں پہ اپنی نظر ڈالئے — شاہِ خیبر کے نور نظر ڈ
صدقہ شانِ خیر البشرؐ ڈالئے — نام کا صدقہ معتبر ڈ

میرے بندہ نواز تم پہ لاکھوں سلام

ہے غلامِ ازل ثاقبِ صابری — آپ کے حسن سے دل کی محف
اس کی نظروں میں آجائیے گا کبھی — ہے زبانِ غلامی پہ اُس

میرے بندہ نواز تم پہ لاکھوں سلام